

فرقہ واریت کا خاتمہ کیسے ممکن ہے؟



سیدنا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ



فروعی مسائل میں وقوع اختلاف کا تاریخی پس منظر



شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ



سید الفقہاء امام اعظم ابوحنیفہ سیمینار



رضاعت کی چند صورتوں کا حکم



فقیہ سرگودھا

ماہنامہ

شماره 3

مارچ 2012ء

جلد نمبر 1

مجلس ادارت

- مولانا محمد رضوان عزیز
- مفتی شبیر احمد خفی
- مولانا محمد کلیم اللہ

انجمنی ہولڈرز زمرہ لگائیں اور بدیدہ دینے والے اپنا نام لکھیں!

بفیضانِ نظر
شعاعِ العرب مارفہ اللہ حفظہ
والعجمہ مارفہ اللہ حفظہ
حکیم شاہ محمد اختر حفظہ اللہ

مدیر اعلیٰ

مولانا محمد الیاس گھمن

بیرون ممالک

امریکہ، اسٹریلیا، جنوبی افریقہ اور یورپی ممالک
35 ڈالر..... سالانہ
سعودیہ، انڈیا، متحدہ عرب امارات اور عرب ممالک
25 ڈالر..... سالانہ
ایران، بنگلہ دیش 20 ڈالر..... سالانہ

قیمت فی شمارہ 20/- روپے

سالانہ زرقاعون

240/- روپے

برائے رابطہ

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ

87 جنوبی لاہور ڈسٹرکٹ 0332-6311808

www.ahnafmedia.com

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ

فہرست

- 3 فرقہ واریت کا خاتمہ کیسے ممکن ہے ؟
اداریہ
- 10 مقام فقہ
علامہ خالد محمود مدظلہ العالی
- 13 سید الفقہاء امام اعظم ابو حنیفہ سیمینار
رپورٹ : مولانا محمد بلال جھنگوی
- 16 رضاعت کی چند صورتوں کا حکم
منتظم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
- 18 تجارت اور سود میں فرق
مفتی رئیس احمد
- 21 فروعی مسائل میں وقوع اختلاف کا تاریخی پس منظر
مولانا محمد کلیم اللہ
- 27 سیدنا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ
مولانا محمد عاطف معاویہ حفظہ اللہ
- 32 محدث اعظم سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
مولانا محمد اکمل راجن پوری حفظہ اللہ
- 35 نماز اہل السنۃ
منتظم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
- 42 شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ
مولانا محمد عبد اللہ معتمد حفظہ اللہ
- 48 کتاب الاصل المعروف بالمبسوط
مولانا محمد یوسف حفظہ اللہ
- 53 اتباع سنت کی اہمیت
مولانا حکیم محمد مظہر حفظہ اللہ

فرقہ واریت کا خاتمہ کیسے ممکن ہے؟

اداریہ

اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے لیے دین اسلام پسند فرمایا اور اسے کامل واکمل فرما کر امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو عطاء فرمایا۔ دین اسلام ہی وہ واحد دین ہے جو قیامت تک باقی رہے گا۔ اور حدیث کی رو سے ایک جماعت اسے قیامت تک لے کر چلے گی: میری امت کا ایک گروہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر ہمیشہ قائم رہے گا جو کوئی ان کو ذلیل کرے گایا ان کی مخالفت کرے گا تو وہ ان کو کچھ ضرر نہ پہنچا سکے گا اور قیامت تک وہ اسی حالت [احکام الہی] پر ثابت قدم رہیں گے۔

(صحیح البخاری حدیث نمبر 3641)

دین میں بگاڑ دو وجوہ سے آتا ہے۔ ایک الحاد اور دوسرا بدعت سے۔ اگر ثابت شدہ مسائل کا انکار کیا جائے تو یہ "الحاد" ہے اور اگر دین میں غیر ثابت شدہ مسائل کو داخل کیا جائے تو یہ "بدعت" ہے۔ یہی الحاد و بدعت فرقہ بندی کا سبب بنتے ہیں جو امت کے شیرازہ کو بکھیر کر اسے کئی ٹکڑوں میں تقسیم کر دیتے ہیں۔

موجودہ دور میں ہم جن مسائل سے دوچار ہیں ان میں ایک مسئلہ یہی "فرقہ بندی" بھی ہے۔ ایک فرقہ دوسرے کے مخالف، ایک مسجد والوں کا پروپیگنڈا دوسری مسجد والوں کے خلاف اور ایک تنظیم کا دوسری تنظیم سے اختلاف۔۔۔ غرض مسلمان باہم دست و گریباں نظر آتے ہیں۔ اس کشمکش میں جہاں باطل حق کے خلاف زبان درازی کرتا ہے وہاں عوام الناس بھی عجیب الجھن کا شکار ہو جاتے ہیں کہ آخر حق بات کس کی ہے، باطل کس کی؟؟؟

یہ اختلاف اگر علمی دائرے میں ہو، دوسرے فریق کے جذبات اور عزت نفس کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنی رائے و موقف کا اظہار کیا جائے تو ایک حد تک درست لیکن اگر اپنا پرستی

اور ذاتی رنجش کی بنا پر ہو تو یقیناً مذموم اور قابل مذمت ہے۔ اس اختلاف کا حل اگر ڈھونڈنا ہے تو ہمیں یقیناً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کو ملحوظ خاطر رکھنا ہوگا:

فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ

(سنن الترمذی رقم الحدیث 2676)

ترجمہ: میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑو جو ہدایت یافتہ ہیں۔
قرآن و سنت کی وہ تشریحات جو صحابہ کرام خصوصاً حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں اختلاف کے ختم کرنے کا سبب بن سکتی ہیں۔

ہماری موجود حکومت نے فرقہ واریت کے خاتمہ کے لیے مختلف اقدامات کیے ہیں۔ اسی سلسلہ میں 2 فروری 2012ء بروز جمعرات شام آٹھ بجے جناب میاں شہباز شریف وزیر اعلیٰ پنجاب نے دیوبند کے مقتدر علماء کا اجلاس بلایا۔ جن میں حافظ فضل الرحیم جامعہ اشرفیہ لاہور، مولانا مجیب الرحمن انقلابی، حافظ اسد عبید، مولانا عبد الشکور حقانی اور دیگر علماء بشمول راقم الحروف شامل تھے۔ اجلاس کا ایجنڈا تھا "فرقہ واریت کی روک تھام کیسے ممکن ہے؟" شرکاء علماء کرام نے وزیر اعلیٰ سے بات چیت کے لیے راقم کو نمائندہ تجویز کیا۔

راقم نے چند امور سامنے رکھے جن کا خلاصہ پیش خدمت ہے:

1: راقم نے تمام علماء کی جانب سے میاں شہباز شریف صاحب کی خدمات کو سراہا کہ انھوں نے مستحقین حضرات کے لیے پکی پکائی روٹی کا انتظام، رہائشی مکانات کی فراہمی اور تعمیرات کے حوالے سے بہت عمدہ کام کیا ہے۔ ٹریفک کے مسائل کا حل، سڑکوں کی توسیع، پلوں کی تعمیر اور نئی سڑکوں کی فراہمی یقیناً قابل مدح کام ہیں۔ اس وزارت کی ایک واضح خصوصیت یہ بھی ہے کہ جس کام کا بھی عزم کرتے ہیں متانت و سنجیدگی کے ساتھ بروقت کرتے ہیں۔

2: فرقہ واریت کے خاتمہ کے لیے سب سے بنیادی کام یہ کیا جائے کہ مذہبی اجتماعات اور جلسوں کو اپنی اپنی مساجد و مدارس تک محدود رکھا جائے، یا اگر عوامی اجتماع منعقد ہوں تو خاص میدان میں اجازت ہو، کھلے عام سڑکوں پر آنے اور روڈ بلاک کرنے سے روکا جائے۔ ظاہر ہے کہ جب ایک فریق کھلے عام سڑکوں اور گلی کو چوں میں اپنے خصوصی افکار و نظریات کا اظہار کرے گا خصوصاً دوسرے فریق کی مسجد و مدرسہ کے سامنے تو یقیناً یہ امر باہمی منافرت اور فرقہ واریت کی بنیاد بنے گا۔ لہذا یہ سلسلہ یکسر ختم کیا جائے۔

3: سڑکوں پر کھڑے ہو کر چند ماگنے پر مکمل پابندی عائد کی جائے۔ اس سے جہاں دین کا ایک مذاق اڑایا جاتا ہے وہاں ایک مسلک میں دوسرے مسلک کے خلاف کشاکش کے جذبات بھی ابھرتے ہیں۔

4: ایک اونچی سطح کا اجلاس بلایا جائے جس میں تمام مسالک کے جید علماء شریک ہوں۔ فرقہ واریت کو روکنے کے لیے تمام شرکاء کی باہمی مشاورت سے ایسا قانون بنایا جائے جس پر تمام مسالک عمل پیرا ہوں۔ اس سے باہمی منافرت کے ختم ہونے کے امکانات کافی حد تک میسر ہوں گے۔

5: ایک مسلک والوں کا دوسرے مسلک والوں کی مساجد پر قبضہ کرنے کی صورت میں سختی سے نوٹس لیا جائے اور قبضہ شدہ مساجد واپس اسی مسلک والوں کے حوالے کی جائیں۔ اسے ایک حتمی و قانونی شکل دی جائے تاکہ ہماری مساجد لڑائی جھگڑے سے پاک ہوں۔

6: ہمیں باوثوق ذرائع سے یہ پتا چلا ہے کہ ایک قانون بنایا جا رہا ہے کہ جس علاقہ و محلہ میں جس مسلک والوں کی اکثریت ہوگی اس علاقہ میں مسجد بھی اسی مسلک والوں کی ہوگی۔ یہ قانون غیر مناسب ہے۔ اس لیے کہ اگر اس تجویز پر عمل کیا جائے تو ہر علاقہ کی اقلیت وہاں کی اکثریت کے لیے درد سر بن جائے گی اور ایک نیا مسئلہ جنم لے گا جو مزید آفات اور پریشانیوں

کاباعث ہو گا۔ لہذا عبادت گاہوں کی بجائے عابدین کو کنٹرول کیا جائے جو اپنی عبادت گاہوں سے نکل کر سڑکوں پر آجاتے ہیں اور دوسروں کے جذبات کو مجروح کرتے ہیں۔

راقم نے آخر میں وزیر اعلیٰ پنجاب جناب میاں شہباز شریف کو یہ یقین دہانی کرائی کہ باہمی مشاورت سے جو لائحہ عمل طے ہو گا علماء دیوبند اس کی پوری طرح سے پابندی کریں گے، بھلائی اور خیر کے کاموں میں بھرپور تعاون کریں گے اور حکومت کے لیے کسی قسم کی مشکل اور پریشانی کاباعث نہیں بنیں گے۔ ان شاء اللہ

محمد الیاس گھسن

حضرت تھانوی رحمہ اللہ اور ادب

ہمارے اکابر علم کے ساتھ ساتھ ادب کا بھی اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ہمیشہ چار باتوں کی پابندی کی۔

1: میری لاٹھی کا جو سر زمین پر لگتا تھا اس کو کبھی کعبہ کی طرف کر کے نہیں رکھا۔

2: میں اپنے رزق کا اتنا احترام کرتا تھا کہ جب چارپائی پر بیٹھتا تو خود ہمیشہ پانچ کی طرف بیٹھتا اور کھانے کو سرہانے کی طرف رکھتا۔

3: جس ہاتھ سے طہارت کرتا تھا اس ہاتھ سے پیسے نہیں پکڑتا تھا کیونکہ یہ اللہ کا دیا ہوا رزق ہے۔

4: جہاں میری کتابیں پڑی ہوتی تھیں میں اپنے استعمال شدہ کپڑوں کو ان دینی کتابوں کے اوپر کبھی نہیں لٹکایا کرتا تھا۔

(مولانا محمد اشفاق ندیم)

صحبت اہل اللہ

خزائن السنن کے عنوان سے عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کے ملفوظات کو پیش کیا جاتا ہے۔ اہل اللہ کی ملاقات اور اس کے عبادت سے افضل ہونے کے متعلق حضرت دامت برکاتہم نے نہایت عمدہ ارشادات فرمائے، جنہیں ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے۔ از مرتب: مفتی شبیر احمد

ملاقات دوستاں یعنی ملاقات اہل اللہ کی اہمیت:

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا: دوستوں کی ملاقات کی قدر بعض صوفیوں کو نہیں ہے۔ بس غلبہ حال ہے۔ کیونکہ ذکر میں مزہ آ رہا ہے، لیکن فہم کی کمی ہے۔ دوستوں کی ملاقات اتنی اہم ہے کہ جنت میں بھی اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں: "فَادْخُلِي فِي عِبَادِي" کہ جاؤ پہلے میرے خاص بندوں سے ملو۔ عبادی میں "ی" نسبتی ہے یعنی یہ میرے ہیں، جو دنیا میں کثرت تعلقات اور کثرت اسباب معاصی اور اسباب شہوات نفس میں رہتے ہوئے بھی یہ نفس کے نہ ہوئے، غیروں کے نہ ہوئے میرے بن کر رہے۔

تو جب یہ دنیا میں میرے رہے تو میں کیوں نہ ان کو کہوں کہ میرے ہیں۔ "فَادْخُلِي فِي عِبَادِي" میں اپنے خاص بندوں کی ملاقات کو مقدم فرمایا اور "وَادْخُلِي جَنَّتِي" میں جنت کو موخر فرمایا۔ یہ تقریر میرے شیخ حضرت مولانا عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ جنت کی نعمت سے زیادہ اللہ والوں کی ملاقات ہے۔ اس لیے اللہ

والوں کی ملاقات کو اللہ تعالیٰ مقدم کر رہے ہیں کہ جاؤ پہلے میرے خاص بندوں سے ملو جن کے صدقہ میں تم یہاں آئے ہو اور حضرت نے فرمایا تھا کہ اہل اللہ جنت کے مکین ہیں، جنت ان کا مکان ہے اور مکین افضل ہوتا ہے مکان سے اور دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ کو یہ مطلوب ہے کہ اہل اللہ کے پاس زیادہ رہو۔ نفلی عبادت کا اتنا اہتمام نہ کرو جتنا اللہ والوں کے ساتھ رہنے کا کرو۔ فرماتے ہیں "کُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ" اللہ والوں کے پاس رہ پڑو۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے اس کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ "خالطوہم لتکونوا مثلہم" اتنا ساتھ رہو کہ تم ویسے ہی ہو جاؤ، تمہارے دل میں وہی درد آجائے، آنکھیں ویسی ہی اشکبار ہو جائیں، تمہارے سینہ میں ویسا ہی تڑپتا ہو دل آجائے، ویسا ہی تقویٰ تمہیں نصیب ہو جائے۔ اب اس کی دلیل شرعی پیش کرتا ہوں اور یہ علم عظیم الحمد للہ ابھی عطاء ہوا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کی آپس میں ملاقات اور ملنا جلنا مقصود نہ ہوتا تو جماعت کی نماز واجب نہ ہوتی بلکہ یہ حکم ہوتا کہ اپنے اپنے گھروں میں نماز پڑھو، دروازے بند کر لو، خلوتوں میں مجھے یاد کیا کرو۔ نہیں! بلکہ مسجد میں جاؤ اور میرے بندوں سے ملو۔

اس میں ملاقات کی اہمیت ہے کہ مسلمان آپس میں ملتے بھی رہیں۔ کوئی باپ نہیں چاہے گا کہ میرے بیٹے ہمیشہ الگ الگ رہیں۔ اگر کوئی بھائی آپس میں ملیں جلیں، کھائیں پیئیں ایک دوسرے کی دعوت کریں تو اباخوش ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سات دن تک تو پنجگانہ ملاقات رکھی لیکن جمعہ کے دن ایک بڑا اجتماع رکھا کہ چھوٹے چھوٹے گاؤں میں جمعہ نہیں ہو گا، قریہ کبیرہ میں جاؤ۔ اس طرح جمعہ میں اور زیادہ مسلمانوں سے ملاقات ہو گئی، پھر عید و بقر عید میں اور زیادہ اجتماع بڑھادیا اور پھر حرمین شریفین حج و عمرہ کے لیے آؤ جہاں سارے عالم کے مسلمان مل جائیں گے۔ معلوم ہوا کہ اہل اللہ کی ملاقات عظیم نعمت ہے اور عند اللہ مطلوب ہے۔

صحبت اہل اللہ کے عبادت سے افضل ہونے کی وجہ:

ارشاد فرمایا کہ حضرت حکیم الامت نے مفتی شفیع صاحب سے فرمایا کہ ایک شاعر نے جو کہا ہے کہ اہل اللہ کی صحبت سو سال کی اخلاص والی عبادت سے بہتر ہے، یہ اس نے کم کہا ہے۔ اللہ والوں کی صحبت ایک لاکھ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

وجہ یہ ہے کہ اللہ والوں کی صحبت سے اللہ ملتا ہے اور کثرت عبادت سے ثواب ملتا ہے اور اہل اللہ کی صحبت کے عبادت سے افضل ہونے کی دلیل بخاری شریف کی یہ حدیث ہے کہ "مَنْ أَحَبَّ عَبْدًا لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلَّهِ" کہ جو کسی سے صرف اللہ کے لیے محبت کرے تو اس کو اللہ تعالیٰ حلاوت ایمانی عطاء فرمائیں گے، اور حلاوت ایمانی جس کو نصیب ہوگی اس کا خاتمہ ایمان پر ہونے کی بشارت ہے۔ دیکھیے اس محبت للہی پر کسی ثواب کا وعدہ نہیں فرمایا گیا بلکہ حلاوت ایمانی عطاء فرمائی کہ ہم اسے مل جائیں گے۔

(مواہب ربانیہ، فیوض ربانی ص 63)

صبر کا پھل

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو لوگوں نے بہت تنگ کیا، ایک مرتبہ ان کے مکان پر ایک شخص آیا اور آپ سے کہا کہ میں آپ کی والدہ سے نکاح کرنا چاہتا ہوں، امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: دیکھو بھائی! میری والدہ عاقلہ بالغہ ہیں، ان پر کسی کو ولایت اجبار حاصل نہیں، میں ان سے معلوم کر آؤں، اگر وہ اجازت دیں گی تو کر دوں گا، ورنہ نہیں، اس کے بعد آپ اندر تشریف لے گئے پھر جو باہر تشریف لائے تو وہ شخص مقتول ملا، معلوم ہوا کہ امام صاحب جب اندر تشریف لے گئے تو پیچھے وہ شخص گر پڑا اور تڑپ تڑپ کر مر گیا۔ اس پر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: میرے صبر نے اس کو قتل کر دیا۔

(رانا ارسلان، شیخوپورہ)

مقام فقہ

علامہ خالد محمود مدظلہ العالی

پی ایچ ڈی لندن

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک فقہ کا مقام:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل روایت کرنے والے تو بہت تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت تھی کہ میری ایک بات بھی جسے پہنچی ہو اسے لازم ہے کہ اسے آگے روایت کر دے تاکہ دین کی کوئی بات چھپی نہ رہے۔ ہو سکتا ہے جن کے پاس وہ یہ حدیث پہنچائے وہ اس کی نسبت اسے زیادہ سمجھنے والا ہو۔

اہل روایت تو سبھی ہو سکتے ہیں مگر اہل فقہ وہی خوش قسمت ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ کر لے۔

1. حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ"

(جامع الترمذی ج 2 ص 89 وقال حسن صحيح، سنن الدارمی ج 1 ص 85، رواه مسلم عن معاوية ص 144 من المجلد الاول)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جس بندے کے ساتھ خیر کا ارادہ فرمالے اسے دین میں فقیہ بنا دیتا ہے۔

2. حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"النَّاسُ مَعَادِنُ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقَّهُوا"

(صحیح بخاری ج 1 ص 473، 496 صحیح مسلم ج 2 ص 331)

ترجمہ: لوگ کا نہیں ہیں، جو لوگ جاہلیت میں اچھے تھے اسلام میں بھی وہی اچھے ہوں گے جب وہ فقہ کو جاننے لگیں۔

3. حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا:

"إِنَّ رَجُلًا يَأْتُونَكُم مِّنْ أَقْطَارِ الْأَرْضِ يَتَفَقَّهُونَ فِي الدِّينِ، فَإِذَا أَتَوْكُمْ فَاسْتَوْصُوا بِهِمْ خَيْرًا"

(جامع الترمذی ج 2 ص 89، سنن ابن ماجہ ص 22)

ترجمہ: بے شک اطراف عالم سے لوگ تمہارے پاس آئیں گے تاکہ وہ دین میں تفقہ حاصل کریں۔ جب وہ تمہارے پاس آئیں تو تم انہیں خیر کی نصیحت کرنا۔

4. حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"فَقِيهٌ وَاحِدٌ أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ أَلْفِ عَابِدٍ"

(رواہ الترمذی ج 2 ص 93، سنن ابن ماجہ ص 22)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اس طرح روایت کرتے ہیں:

"مَا عِبَدَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِشَيْءٍ أَفْضَلَ مِنْ فِقْهِهِ فِي دِينٍ، وَلَفَقِيهٌ وَاحِدٌ أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ أَلْفِ عَابِدٍ، وَلِكُلِّ شَيْءٍ عِمَادٌ، وَعِمَادُ الدِّينِ الْفَقْهُ"

(عوارف المعارف ج 1 ص 225)

ترجمہ: اللہ کی کوئی عبادت فقہ فی الدین سے بڑھ کر نہیں ہے اور ایک فقیہ شیطان پر ایک ہزار عابدوں (عبادت گزاروں) سے بھی زیادہ گراں ہے۔ ہر چیز کا ایک ستون ہے اور اس دین کا ستون فقہ ہے۔

5. حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

"رُبَّ حَامِلٍ فِقْهٍ غَيْرُ فَقِيهٍ، وَرُبَّ حَامِلٍ فِقْهٍ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ."

(رواہ الشافعی و احمد والدارمی ج 1 ص 86 و الترمذی ج 2 ص 90)

ترجمہ: کئی ایسے ہیں جو حامل فقہ (راوی حدیث) تو ہیں لیکن وہ فقیہ نہیں اور کئی حاملین فقہ روایت اس کی طرف لے جاتے ہیں جو ان سے زیادہ فقیہ ہو۔

کیا یہ انہی حضرات کا حال نہیں جو اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کے لوگ تھے۔ یہ صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں۔ جن میں سے بعض کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے راوی حدیث ٹھہرایا اور بعض دوسروں کو فقیہ بتایا۔ ہمیں مولانا اسماعیل صاحب (گوجرانوالہ) پر افسوس ہے جو جوش مخالفت میں یہ بات کہہ گئے۔

"صحابہ رضی اللہ عنہم تمام جس طرح عدول تھے، اسی طرح وہ سب فقہاء بھی تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم میں فقیہ اور غیر فقیہ کی تفریق شرمناک ہے۔"

(تحریک آزاد فکرمص 135)

6. حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مسجد میں دو حلقے دیکھے۔ ایک میں لوگ دعائیں مانگ رہے تھے، متوجہ الی اللہ ہو رہے تھے اور دوسرے حلقے کے لوگ (يَتَعَلَّمُونَ الْفِقَةَ) فقہ میں مشغول تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دوسرے حلقے کے لوگوں کے بارے میں فرمایا کہ یہ پہلوں سے افضل ہیں:

"أَمَّا هَؤُلَاءِ فَيَتَعَلَّمُونَ الْفِقَةَ وَيُعَلِّمُونَ الْجَاهِلَ فَهَؤُلَاءِ أَفْضَلُ"

(سنن الدارمی ج 1 ص 99، مسند ابوداؤد الطیالسی ص 36)

ترجمہ: یہ لوگ فقہ کا علم حاصل کر رہے ہیں۔ پھر یہ آگے جاہلوں کو تعلیم دیتے ہیں سو یہ ان سے افضل ہیں۔

سید الفقہاء امام اعظم ابو حنیفہ سیمینار

رپورٹ: مولانا محمد بلال جھنگوی

اتحاد اہل السنۃ والجماعت گوجرانوالہ ڈویژن کے زیر اہتمام امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ سیمینار 22 جنوری 2012 کو ایک مقامی ہوٹل میں انعقاد پذیر ہوا جس میں ملک بھر کی عظیم مذہبی اور روحانی شخصیات نے شرکت فرمائی۔

یہ سیمینار شیخین کریمین (امام اہل السنۃ حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر اور شیخ التفسیر صوفی عبدالحمید خان سواتی رحمہما اللہ) کی یاد میں تھا اس لیے اس میں ان کے متعلقین منتسبین نے بطور خاص شرکت کی۔ جبکہ چند قابل ذکر شخصیات کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

علامہ خالد محمود، مولانا زاہدی الراشدی، مولانا محمد الیاس گھسن، مولانا عبدالحق خان بشیر، مولانا عبدالشکور حقانی، حاجی محمد سعید طاہر، مولانا مفتی محمد نعمان، مولانا محمد ریاض جھنگوی، سید سلمان گیلانی اور مولانا محمد مقصود حنفی، وغیرہ۔

سیمینار کا باقاعدہ آغاز قاری عبدالحق نے تلاوت کلام پاک سے کیا بعد ازاں شاعر اسلام سید سلمان گیلانی اور مولانا محمد مقصود حنفی نے اپنا اپنا منظوم کلام بارگاہ امام اعظم میں پیش کیا۔ علامہ خالد محمود حفظہ اللہ پی ایچ ڈی لندن نے فرمایا:

دور حاضر میں پیش آمدہ مسائل کی وکلاء نظائر تلاش کرتے ہیں کہ ان کی پہلے کوئی مثال موجود ہے کہ نہیں وہ اس مثال کو لے کر نج کے سامنے رکھتے ہیں اور نج جتنا ماہر ہو گا وہ ان کو اس طرح منطبق کرے گا جس کو رد النظر الی النظر کہتے ہیں جس طرح یہ ہر کسی کا کام نہیں بالکل اسی طرح قرآن کریم میں جو حکم دیا گیا یا یہاں الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم اللہ کی اطاعت سے مراد قرآن پاک، رسول اللہ کی اطاعت سے

مراد سنت رسول جبکہ جدید پیش آمدہ مسائل میں جن لوگوں کی رہنمائی حاصل کرنے کا حکم دیا ہے اسے اولی الامر (یعنی فقہاء کرام) کہا جاتا ہے یہ مجتہدین کرام ہیں نہ کہ عام آدمی۔ اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے فرمایا کہ لوگ ائمہ اربعہ کے اختلاف کے بارے میں سوال کرتے ہیں ہم کہتے ہیں کہ انہوں نے یہ اختلاف صحابہ سے وراثت میں پائے ہیں نہ کہ خود بنائے ہیں۔ ایک اشکال کا جواب دیتے ہوئے کہا: ہم اختلاف کی نسبت صحابہ کی طرف اس لیے نہیں کرتے کہ امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام مالک رحمہم اللہ کے ساتھ جب اختلاف ہوتا ہے تو ہم ایک کو ترجیح دیتے ہیں کہ یہ امام شافعی کا مسلک ہے لیکن اس پر ہمارا مسلک یہ ہے اور صحابہ کرام کا نام لے کر یوں کہنا ہماری ایمانی غیرت اس کی اجازت نہیں دیتی۔ اس لیے کہ صحابہ کرام آسمان ہدایت کے روشن ستارے ہیں کوئی بھی مسلمان یہ گوارا نہیں کرتا کہ یوں کہے صحابہ کا مسلک یہ تھا اور ہمارا یہ ہے۔

علامہ زاہد الراشدی حفظہ اللہ نے اتحاد اہل السنۃ والجماعت کی کاوشوں کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا: کہ علم کلام میں اور اہل السنۃ کے عقائد کی تعبیر و تشریح میں امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا بہت بڑا کردار ہے امام صاحب کے نزدیک فقہ صرف احکام کا نام نہیں بلکہ فقہ النفس جس کو {اخلاقیات یا تصوف} کہتے ہیں فقہ الاحکام اور فقہ العقائد بھی فقہ کے وسیع مفہوم میں شامل ہیں مولانا نے اس بات پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ اگر ہمیں فتنہ فساد کو روکنا ہے معاشرے کو ٹھیک کرنا ہے تو ہمیں امام صاحب کے دیے ہوئے اصولوں کے مطابق چلنا ہو گا اور امام صاحب نے عقائد، تصوف، احکام وغیرہ میں جو کسوٹی {یعنی قرآن و سنت اقوال و آثار صحابہ} قائم کی ہے اس پر ہر چیز کو پرکھنا ہو گا۔ انہوں نے مزید کہا میرے خیال کے مطابق تین شخصیات عالم اسلام کی ایسی ہیں جن کی زندگی کو آج کے دور میں اپنایا جاسکتا ہے حکومت اور سیاست کے میدان میں عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ؛ فقہ، احکام، مسائل اور عقائد و نظریات کے میدان میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور سیاسی فقہ اور فلسفہ میں حضرت شاہ ولی اللہ

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن نے کہا کہ ہمیں امام اعظم اور فقہ کا اتنا تذکرہ کرنا ہو گا کہ ان کے خلاف بات کرنے سے پہلے لوگ سوچنے پر مجبور ہوں۔ اور فقہ سے مراد ائمہ اربعہ کی فقہ ہے ہم فقہ حنفی کی بات یہاں اس لیے کرتے ہیں کہ اس ملک میں علماء اور مفتیان کرام فقہ حنفی کے ہیں انہوں نے اپنی بات کو بڑھاتے ہوئے کہا کہ امام اعظم کا امت مسلمہ پر یہ احسان عظیم ہے کہ انہوں نے قرآن و سنت کے الفاظ و معانی کے سمندر میں غوطہ زن ہو کر فقہی موتی امت کی گود میں رکھے۔ انہوں نے مزید فرمایا کہ ہم پورے ملک میں امام اعظم سیمینار کا انعقاد اس لیے کرتے ہیں تاکہ یہ واضح کیا جاسکے کہ ہم قرآن و سنت کو مانتے ہیں اور ان کی جو تشریح اور تعبیر ائمہ کرام نے کی ہے اس کو بھی مانتے ہیں۔

مولانا عبدالحق خان بشیر نے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ فقہ حنفی چند جزوی مسائل کا نام نہیں بلکہ ایک مضبوط اور مربوط نظام کا نام ہے جس کی بنیاد قرآن و سنت خلفاء راشدین اور صحابہ کرام کے اقوال و آثار اور اجتہاد کی بنیاد پر ہے مزید فرمایا کہ کہ امام ابو حنیفہ وہ شخصیت ہے کہ جنہوں نے سب سے پہلے فقہ کو مدون کیا اور ایک ہی وقت میں چار کام سرانجام دیئے تعبیر دین، فتویٰ، تدریس اور تجارت ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ نے جو مسائل مدون کئے ان کی تعداد 83 ہزار ہے جن میں 38 ہزار مسائل عبادات اور 45 ہزار دیگر معاملات سے متعلق ہیں۔ اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا کہ میرے خیال کے مطابق تاریخ میں دو شخصیات ایسی ہیں جنہوں نے صحیح معنوں میں حسینی کردار ادا کیا ایک نواسہ صدیق حضرت عبد اللہ بن زبیر رحمہ اللہ جنہوں نے اعلان فرمایا تھا کہ جس ہاتھ پر حسین نے بیعت نہیں کی اس ہاتھ پہ میں بھی بیعت نہیں کر سکتا اور دوسرے امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہ جن کے دور میں نظام میں کرپشن اور ظلم آگیا تھا انہوں نے کوڑے برداشت کر لیے لیکن قاضی کا عہد قبول نہ کر کے اس نظام کا حصہ بننے سے انکار فرمایا۔ سیمینار کے اختتام پر مولانا محمد ریاض جھنگوی نے تمام شرکاء کا شکریہ ادا کیا اور حاجی محمد سعید طاہر کی دعا سے سیمینار کا اختتام ہوا۔

رضاعت کی چند صورتوں کا حکم

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

سوال: میری خالہ نے ایک بچے کو دوائی میں اپنا دودھ ڈال کر پلایا تھا۔ اب اس بچے کا رشتہ میری خالہ کی اولاد کے ساتھ ہو سکتا ہے یا نہیں؟
محمد مظہر۔ سرگودھا

جواب: صورت مسئلہ میں دودھ اور دوائی کی مقدار کو دیکھا جائے گا۔ اس حساب سے تین صورتیں بنتی ہیں۔

1: اگر دودھ دوائی پر غالب ہے تو اس صورت میں نکاح نہیں ہو سکتا۔ عالمگیری میں ہے:
"وَلَوْ خَلِطَ لَبَنُ الْمَرْأَةِ بِالْمَاءِ أَوْ بِالذَّوَاءِ أَوْ بِلَبَنٍ الْبَيْهِيَّةِ فَأَلْعَبَرُكَ لِلْغَالِبِ
كَذَا فِي الظَّهِيرِيَّةِ" (فتاویٰ عالمگیری ج: 1 ص: 344 کتاب الرضاع)

2: اگر دوائی دودھ پر غالب ہے، تو اس صورت میں نکاح ہو سکتا ہے:
"لَوْ اخْتَلَطَ اللَّبَنُ بِمَا ذَكَرَ يُعْتَبَرُ الْغَالِبُ فَإِنْ كَانَ الْغَالِبُ الْمَاءَ لَا يُقْبَلُ
التَّحْرِيمُ.... وَكَذَا إِذَا كَانَ الْغَالِبُ هُوَ الدَّوَاءُ" (البحر الرائق ج: 3 ص: 398)

3: اگر دودھ اور دوائی دونوں برابر ہیں، تو اس صورت میں بھی نکاح نہیں ہو سکتا:
"وَلَوْ اسْتَوَيَا وَجَبَ ثُبُوتُ الْحُرْمَةِ لِأَنَّهُ غَيْرُ مَغْلُوبٍ" (البحر الرائق ج: 3 ص: 398)

سوال: بچپن میں میری بھابھی نے مجھے دودھ پلایا تھا۔ میری بھابھی کی ایک چھوٹی بہن ہے، میں اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ آیا شرعی لحاظ سے میرا اس سے نکاح کرنا درست ہے؟

جواب: آپ کی بھابھی آپ کو دودھ پلانے کی وجہ سے آپ کی رضاعی ماں بن چکی ہے اور اس کی بہن آپ کی رضاعی خالہ بن گئی ہے۔ تو جس طرح نسبی خالہ سے نکاح جائز نہیں ہے، اسی طرح رضاعی خالہ سے بھی نکاح جائز نہیں ہے:

"عن علی قال: قال رسول الله صلى عليه وسلم: «إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ مِنَ الرِّضَاعِ مَا حَرَّمَ مِنَ النِّسْبِ»

(جامع الترمذی ج: 1 ص: 217 باب ما جاء يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب)

سوال: میں نے ایک عورت کا دودھ پیا۔ اس عورت کی ایک حقیقی بیٹی ہے۔ اس کے ساتھ میرے حقیقی بھائی کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟ قرآن و سنت کی روشنی میں رہنمائی فرمائیں۔

محمد عرفان۔ بھیرہ

جواب: صورت مسئلہ میں آپ کے بھائی کا نکاح اس لڑکی سے جائز ہے۔ اس لئے کہ وہ آپ کی تو رضاعی بہن ہے لیکن آپ کے بھائی کے ساتھ اس کا ایسا کوئی رشتہ نہیں جس کی وجہ سے ان کا آپس نکاح ناجائز ہو۔ درمختار میں ہے: (وتحل أخت أخیه رضاعاً) یصح اتصالہ بالعضاف کلن یکون له أخ نسبی له أخت رضاعیة در المختار علی الشامیة ج: 2 ص: 408)

عالمگیری میں ہے:

وَتَحِلُّ أَخْتُ أَخِيهِ رِضَاعًا

(فتاویٰ عالمگیری ج: 2 ص: 48، کتاب الرضاع)

سوال: ایک عورت نے اپنی بہن کے بڑے بچے کو دودھ پلایا ہے۔ اب وہ خواہش مند ہے کہ اپنے چھوٹے لڑکے کی شادی اپنی اسی بہن کی بیٹی سے کر دے۔ لیکن بعض لوگوں نے اسے ممنوع کہا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کیا ان کا یہ رشتہ ہو سکتا ہے؟ زین العابدین۔ لاہور

جواب: جس لڑکے نے اپنی خالہ کا دودھ پیا ہے۔ اس کا نکاح اس خالہ کی کسی لڑکی سے نہیں ہو سکتا۔ ہاں اس لڑکے کے علاوہ باقی اولاد کا نکاح اس خالہ کی اولاد سے ہو سکتا ہے:

"يُحَرِّمُ عَلَى الرَّضِيعِ أَبَوَاهُ مِنَ الرِّضَاعِ وَأَصُولُهُمَا وَفُرُوعُهُمَا مِنَ النَّسَبِ وَالرِّضَاعِ جَمِيعًا.... فَالْكُلُّ إِخْوَةُ الرَّضِيعِ وَأَخَوَاتُهُ"

(فتاویٰ عالمگیری ج: 1 ص: 343، کتاب الرضاع)

تجارت اور سود میں فرق

مفتی رئیس احمد

شرعیہ ایڈوائزر حلال ریسرچ کونسل

سورۃ آل عمران: تیسری آیت سورۃ آل عمران کی ہے جس کے بارے میں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ہجرت کے دوسرے سال نازل کی گئی ہوگی کیونکہ ماقبل اور مابعد والی آیات غزوہ احد سے متعلق ہیں جو ۲ ہجری میں پیش آیا۔ یہ آیت مسلمانوں کے لیے حرمت ربوہ کے سلسلے میں بالکل واضح حکم رکھتی ہے لہذا یہ بات کی جاسکتی ہے کہ یہی وہ پہلی قرآنی آیت ہے جس کے ذریعے سے مسلمانوں کو حرمت ربوہ کا واضح حکم ملا۔

اسی وجہ سے صحیح البخاری کے معروف شارح علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ ممانعت ربوہ کا اعلان غزوہ احد کے آس پاس زمانے میں کیا گیا بلکہ بعض شرح حدیث اور مفسرین کرام نے اس بات کی وجہ بھی بیان کی ہے کہ ممانعت ربوہ کا حکم غزوہ احد کے قریبی زمانے میں کیوں آیا؟ وہ کہتے ہیں کہ مکہ کے حملہ آوروں نے اپنی فوج کو سودی قرضوں کے ذریعے سرمایہ مہیا کیا تھا اس طرح انہوں نے اچھا خاصہ اسلحہ جمع کر لیا تھا یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ یہ بات مسلمانوں کو بھی اسی طریقے پر لوگوں سے سودی قرضے لے کر اسلحہ جمع کرنے پر ابھار سکتی تھی مسلمانوں کو اس عمل سے روکنے کے لیے یہ واضح طور پر ممانعت کرنے والی آیت ربوہ نازل ہوئی۔

یہ بات کہ ممانعت ربوہ کا حکم غزوہ احد کے قریبی زمانے میں آیا اس کی تائید سنن ابی داؤد میں مذکور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے روایت کردہ ایک واقعے سے بھی ہوتی ہے

واقعہ یہ ہے کہ عمرو بن اقیش ایک ایسا شخص تھا جس نے سود پر قرضہ دے رکھا تھا وہ اسلام قبول کرنے کی طرف راغب تھا۔ تاہم وہ ایسا کرنے سے اس لیے متردد تھا کہ اسے یہ معلوم تھا کہ اگر وہ اسلام لے آیا تو اپنی سودی رقم وصول نہ کر پائے گا۔ اس لیے اس نے اسلام قبول کرنے میں تاخیر کی۔

اسی دوران جنگ چھڑ گئی تب اس نے فیصلہ کیا کہ وہ اسلام لانے کو موخر نہیں کرے گا وہ میدانِ معرکہ میں آیا اور مسلمانوں کی طرف سے لڑنے لگا یہاں تک کہ وہ اس معرکہ میں شہادت کے رتبے پر فائز ہوا۔

یہ روایت صاف طریقے سے واضح کرتی ہے کہ ربوٰ غزوہ احد سے پہلے سے ممنوع تھا اور یہی عمرو بن اقیش کے اسلام لانے میں تردد کی وجہ بنی ہوئی تھی۔

آیات کا چوتھا مجموعہ سورۃ بقرہ میں مذکور ہے

جس میں حرمت ربو کی شدت تفصیل کے ساتھ بیان کی گئی ہے ان آیات کے نزول کا پس منظر یہ ہے کہ فتح مکہ کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام واجب الاداء سودی رقوم کو منسوخ کر دیا تھا اس اعلان کا مطلب یہ تھا کہ کوئی شخص بھی اپنے فراہم کردہ قرضے پر سود کا مطالبہ نہیں کر سکتا اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کا رخ فرمایا جو بوجہ فتح نہ کیا جاسکا۔

لیکن بعد میں طائف کے باشندے جو زیادہ تر طائف کے قبیلے سے تعلق رکھتے تھے اسلام لائے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے ساتھ ایک معاہدہ کیا۔ اس مجوزہ معاہدے کی ایک شق یہ بھی تھی یہ بنو ثقیف اپنے مقرضوں کے قرضوں پر سودی رقوم معاف نہیں کریں گے لیکن ان کے فرض خواہ ان پر عائد سود کو معاف کر دیں گے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس معاہدے پر دستخط کرنے کے بجائے اس مسودے پر صرف ایک جملہ لکھ کر بھیج دیا کہ بنو ثقیف بھی ویسا ہی حق رکھیں گے، جیسا کہ مسلمان رکھتے ہیں بنو ثقیف اس تاثر میں تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کا معاہدہ قبول کر چکے ہیں اس لیے انہوں نے بنو عمرو بن المغیرہ سے اپنی سودی رقوم کا مطالبہ کر دیا لیکن بنو عمرو نے ان کے مطالبے کو سود کے ممنوع ہو جانے کی وجہ سے مسترد کر دیا۔

مقدمہ مکہ مکرمہ کے گورنر عتاب بن اسید کے پاس پیش ہوا بنو ثقیف کی دلیل یہ تھی کہ معاہدہ کی رو سے وہ سودی رقوم معاف کرنے پر مجبور نہیں ہیں۔ عتاب بن اسید نے معاملہ حضور اکرم کی خدمت رکھا۔ تو اس موقع پر مندرجہ ذیل قرآنی آیات نازل ہوئی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِن كُنتُمْ مُوْمِنِينَ
فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا فَاذْنُو بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِن تُبْتِغُوا فَلَكُمْ رُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ۔

ترجمہ:

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جس قدر سود مقرر و مقررہ کے ذمہ رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو اگر تم نے ایسا نہ کیا تو پھر اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ اور اگر تم اس سے توبہ کرتے ہو تو تمہارے لیے یہ حکم ہے کہ اپنی اصل رقوم لے لو اور سود چھوڑ دو۔ نہ تم کسی پر ظلم کرو نہ تمہارے ساتھ ظلم کیا جائے۔

اس موقع پر بنو ثقیف نے سر تسلیم خم کر دیا اور کہنے لگے ہمارے اندر اتنی سکت اور طاقت نہیں کہ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ چھیڑیں۔

(جاری ہے)

فروعی مسائل میں وقوع اختلاف کا تاریخی پس منظر

مولانا محمد کلیم اللہ

ہم جس زمانے میں سانس لے رہے ہیں اس میں عداوت اسلام اور دین بیزاری کی اس قدر سرانڈ ہے کہ دم گھٹنے لگتا ہے۔ اسلام کے نام پر پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا میں پھیلی زہر ہلاہل ہے جسے چند نا عاقبت اندیش قند کہنے پر بضد ہیں۔ مذہبی اسکالرز کے بہروپ میں کچھ نام نہاد دانشور ہیں جو اسلام کے شجر سایہ دار کو بالکل جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی قسم کھائے بیٹھے ہیں۔ ہمارے لیے یہ سمجھنا مشکل سے مشکل ہوتا چلا جا رہا ہے کہ کس کس کا جواب دیا جائے۔ شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:

"فتنوں کا ایک سیلاب ہے کہ امنڈا چلا آ رہا ہے کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کہاں جا کر رکے گا؟ رسائل ہیں، اخبارات ہیں، ریسرچ کے انسٹی ٹیوٹ ہیں، ثقافت کے ادارے ہیں۔ کہیں تعمیر نو کے نام پر تخریب دین ہے، کہیں عقائد اسلامیہ پر حملے ہیں، کہیں احکام شرعیہ سے انکار ہے، کہیں انکار سنت کا زور ہے، کہیں تحریف قرآن کا فتنہ ہے، کہیں جو از سود و تحلیل خمر کے فتوے ہیں، کہیں رقص و سرود کو جائز کرنے کے لیے تحقیقات ہو رہی ہیں، کہیں تعزیرات وحدود پر ہاتھ صاف کیا جا رہا ہے، کہیں سلف صالحین سے بدظن کرنے کی مذموم کوشش ہو رہی ہے، کہیں اسلامی نظام کی ناکامی کے دلائل پیش کیے جا رہے ہیں۔ الغرض کہیں مستشرقین مصروف عمل ہیں تو کہیں ملاحدہ و نادقہ اسلام سے برسرِ پیکار ہیں۔"

(دورِ حاضر کے تجدد پسندوں کے افکار۔۔۔ از مولانا یوسف لدھیانوی شہید ص 373)

بعض مغربیت زدہ "محقق" ہیں جو اصل معاملے کہ تہہ تک جائے بغیر ہی فقہی اور

فروعی "اختلاف" کو "افتراق" کی جھینٹ چڑھا دیتے ہیں اور مذکورہ اختلاف کو امت میں تفرقہ

بازی اور فرقہ واریت کے نام سے اچھالتے ہیں۔ راقم کے خیال میں امت مرحومہ میں فرقہ واریت اور زوال و انحطاط کی عظیم داستانِ اَلْمُ انہی کے افکار فاسدہ و نظریات باطلہ سے مربوط ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک ارشاد ہے کہ "بنی اسرائیل 72 فرقوں میں بٹ گئی اور میری امت 73 فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی سوائے ایک کے سب کے سب جہنم میں جائیں گے، عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون لوگ ہوں گے جو نجات پائیں گے؟ اس کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ اس راستے پر قائم رہیں گے جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں۔ (ترمذی ج 2 ص 93 باب افتراق هذه الامة)

یہ تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ ذی وقار ہے کہ مسائل کا حل میرے راستے اور میرے صحابہ کے راستے پر چلنے میں ہے لیکن ایک نظر ادھر بھی فرمائیے، سرسید احمد خان رقم طراز ہیں: "یہ مسئلہ اسلام کا نہیں ہے کہ مذہب اسلام میں تہتر فرقے ہیں اور ناجی ان میں سے ایک ہی ہے یہ تو ایک موضوعِ روایت ہے جس کو اس زمانے کے لوگوں نے، جبکہ مسلمانوں میں باہم مسائلِ فروعی میں اختلاف پڑا، اپنی تائید کے لیے بنالی۔ اس روایت کا موضوع ہونا وایتا اور درایتا محققین کے نزدیک ثابت ہے۔"

(تہذیب الاخلاق از سرسید احمد خان ص 392 بحوالہ خود نوشت افکار سرسید احمد)

راقم پہلے عرض کر چکا ہے کہ بعض لوگ اپنی کم فہمی اور کم علمی کی بنیاد پر آیت کریمہ "واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا" (پ 4 سورۃ آل عمران آیت نمبر 103)

وغیرہ کو مذکورہ فقہی اختلاف پر چسپاں کرتے ہیں جو سراسر عقل و دیانت کے خلاف ہونے کے ساتھ دین اسلام اور روح اسلام کے بھی بالکل منافی اور متضادم ہے۔ ذیل میں ہم چند نظائر بیان کرتے ہیں کہ باہم جزوی اور فروعی مسائل میں عہد نبوی میں بھی اختلاف رہا اور عہد صحابہ میں بھی اسی سلسلے کی کڑیاں حضرات تابعین اور ائمہ متبوعین تک چلتی رہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب المغازی میں ایک روایت ذکر کی ہے "لا یصلین

احد العصر الا فی بنی قریظۃ (بخاری، محمد بن اسماعیل البخاری، کتاب المغازی ج 2 ص 519)

اے میرے صحابہ کی جماعت تم نے نماز عصر کو بنی قریظہ میں جا کر ادا کرنا ہے۔ مگر ہوا کچھ یوں کہ بعض اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بنی قریظہ پہنچنے سے قبل ہی نماز عصر اس وجہ سے پڑھ لی کہ وقت بالکل ختم ہونے والا تھا اور ان کو یہ خوف دامنگیر ہوا کہیں نماز کا وقت ہی ختم نہ ہو جائے اور قضاء نہ ہو جائے ان حضرات نے فرمان نبوی لا یصلین احد العصر الا فی بنی قریظۃ میں یہ اجتہاد کیا کہ جلدی پہنچنا ہے یعنی نماز عصر تک وہاں ضرور پہنچنا ہے اس حکم کا تعلق ادائے صلوٰۃ سے نہیں بلکہ پہنچنے سے ہے اب چونکہ وقت ختم ہو رہا ہے اور نماز کو اپنے وقت پر ادا کرنا بھی ضروری ہے اس لیے نماز کو ادا کر لیا جبکہ دوسرے فریق نے الفاظ حدیث سے یہی سمجھا کہ اس کے ظاہر پر عمل ضروری ہے چنانچہ انہوں نے بنی قریظہ پہنچ کر ہی نماز عصر ادا فرمائی۔ اس امر کی اطلاع جب پیغمبر دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی تو آپ نے کس کو غلط قرار نہیں دیا۔ بدر کا معرکہ ہوا 14 شیر دل جوان اسلام کے گلشن کو اپنے خون سے سینچ کر قاضی اجل کے فیصلے پر لبیک کہہ گئے، ادھر کفار کو بھی سخت ہزیمت کا سامنا ہوا 70 دشمنان اسلام کے خون سے زمین نے اپنی غصے کی آگ بجھائی۔ کفار کے تقریباً 70 افراد کو جنگی قیدی بنالیا گیا۔ اب معاملہ پیش آیا کہ ان قیدیوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟ اس وقت صحابہ کرام کی مختلف آرا سامنے آئیں۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اس جانب کو ترجیح دیتے تھے کہ ان قیدیوں کو قتل کر دیا جائے جبکہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ ان سے فدیہ لے کر انہیں چھوڑ دیا جائے۔

(التفسیر الکبیر للرازی ج 15 ص 197)

چونکہ اس وقت ہمارے پیش نظر فقط باہم فروعی اور جزوی مسائل میں وقوع

اختلاف کا پس منظر بیان کرنا ہے اس لیے ہم صرف اپنے استشادات ہی نقل کریں گے۔

زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں صحابہ کرام کے باہمی اختلافات کتب حدیث اور کتب سیر و تاریخ میں بکثرت ملتے ہیں، حتیٰ کہ صحابہ کرام کا بعض امور میں نبی کریم کی رائے کے موافق رائے نہ دینا بھی آیات و آثار سے مفہوم ہوتا ہے مثلاً: منافق کے جنازہ نہ پڑھانے پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ عرض کرنا کہ یا رسول اللہ اس منافق کا جنازہ مت پڑھائیے۔

(التفسیر الکبیر ج 16 ص 152 تحت آية (لنقيم على قبره))

قارئین۔۔۔ یقین جانیئے جب دل میں خوف خدا ہو معاملہ نیک نیتی پر مبنی ہو اختلاف کا سبب امر اجتہادی ہو اور اختلاف کرنے والے ماہرین شریعت ہوں تو ان سے صادر شدہ اختلاف کو رحمت کہا جائے گا ہاں اگر شرائط مذکورہ کا فقدان ہو تو پھر یہی اختلاف؛ افتراق کا زینہ بن جاتا ہے۔

آدم بر سر مطلب: سرور کائنات کے اس دنیا سے پردہ فرما ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام دفن پر بھی صحابہ کرام کی آراء میں اختلاف ہوا الطبقات الکبریٰ میں امام ابن سعد نے اس مقام کو بڑی بسط و تفصیل کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔ (ج 2 ص 292)

اس کے بعد خلیفۃ المسلمین اور جانشین پیغمبر کے انتخاب کا وقت آیا تو اب کی بار بھی صحابہ میں اختلاف رائے ہوا کافی بحث و تمحیص کے بعد یہ طے پایا کہ خلیفہ بلا فصل سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہوں گے۔ (تاریخ الخلفاء للسیوطی ص 52)

اسی اثنا میں فتنہ مانعین زکوٰۃ رونما ہوا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے رائے یہ تھی کہ مانعین زکوٰۃ سے قتال کیا جائے جبکہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے کا اظہار کیا جو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی رائے سے مختلف تھی۔ فتنہ مانعین زکوٰۃ اور صحابہ کرام کی علمی اختلاف کی وجوہات کو امام ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں بالتفصیل لکھ دیا ہے۔

(البدایہ والنہایہ لابن کثیر ج 6 ص 315)

فتنہ مانعین زکوٰۃ کا سر سیدنا صدیق اکبر کی دلیری اور جو انمردی نے دیگر صحابہ کرام کے تعاون سے جب کچل ڈالا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خلیفۃ المسلمین سیدنا صدیق اکبر

رضی اللہ عنہ سے بصد احترام التماس کیا کہ اسلام روز افزوں ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہے اس لیے بلاد عرب سے نکل کر سارے عالم میں جانے لگا ہے میری تجویز یہ ہے کہ قرآن کریم کو یکجا جمع کر دیا جائے۔ اولاً جناب صدیق اکبر نے یہ کہا کہ جو کام نبی نے نہیں کیا ابو بکر اسے کبھی نہیں کرے گا لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بار بار اصرار پر جناب صدیق اکبر کا اس معاملے میں انشراح ہو گیا۔ (صحیح البخاری ج 2 ص 745 باب جمع القرآن)

فقہی اختلاف کی قرآنی شہادت:

قرآن کریم میں دو جلیل القدر انبیاء حضرت داود اور حضرت سلیمان علیہما السلام کا تذکرہ موجود ہے جن کے مابین فروعی اختلاف ہوا جسے اوراق قرآنیہ نے آج تک اپنے سینے میں محفوظ رکھا ہوا ہے۔ (پ 17 سورة الانبیاء آیت 78)

لسان نبوت سے ماجور ہونے کی شہادت:

اس میں کوئی سچا اور کوئی جھوٹا والا معاملہ نہیں ہوتا بلکہ بموجب حدیث اگر مجتہد صحیح اور درست بات تک رسائی حاصل کر لے تو فلاح اجران اور اگر اس میں اس کو خطا بھی ہو جائے تب بھی اس مخفی کو گناہ و عقاب و عتاب نہیں بلکہ فلاح اجر کا وعدہ اور اعزاز بخشا گیا ہے۔ (صحیح البخاری ج 2 ص 1092 باب اجر الحکم اذا اجتهد صحیح مسلم ج 2 ص 76)

مذکورہ بالا حقائق جاننے کے بعد قارئین پر یہ بات بالکل واضح ہو چکی ہوگی کہ ہر اختلاف مذموم نہیں بلکہ اختلاف محمود بھی ہوتا ہے۔ امام عبد القادر بن طاہر البغدادی نے فرمایا اس وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فقہاء کے اختلاف کو مذموم نہیں کہا کیونکہ یہ اصول دین میں متفق ہیں۔ (الفرق بین الفرق ص 6)

بلکہ علامہ شاطبی رحمہ اللہ نے الاعتصام میں لکھا ہے کہ فاختلافہم فی الفروع کاتفاقہم فیہا ان کا اختلاف ان کے اتفاق کی مثل ہے۔ (الاعتصام ج 2 ص 169)

قارئین کرام چونکہ مقصد ان واقعات کا مکمل احصاء نہیں بلکہ ایسے چند نظائر کو

سامنے لانا تھا جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ یہ اختلاف عہد نبوی سے موجود ہے بلکہ اس اختلاف پر عہد نبوی ہی سے ماجور ہونے کا سہرا سجا ہوا ہے اس لیے فقہاء کرام امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ، امام مالک رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا باہم دلائل کی بنیاد پر کسی بھی جزوی اور فروعی مسئلے میں مختلف رائے رکھنا ہر گز فرقہ واریت نہیں بلکہ انہی ائمہ اربعہ میں منحصر رہنے سے ہی فتنوں سے بچا جاسکتا ہے۔ (عقد الجید از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی)

اگر ہر شخص کو اختیار ہو کہ مسائل غیر منصوصہ میں جو چاہے اپنی رائے قائم کر لے تو یہ دین متین کھلونا ہی بنے گا۔ ہر فرد بشر اپنی عقل نارسا کو حرف آخر گردانے لگے گا اور اسی کے مطابق عمل کرے گا اس مصلحہ خیز صورتحال پر سوائے ہنگامہ آرائی کے اور کیا ہو گا؟

اس حقیقت کو تسلیم کر لینے سے مسلمانوں کا باہمی جدل و انتشار اور غلط فہمیاں بجائے خود دم توڑ دیتی ہیں بلکہ شکوک و شبہات اور وساوس و تحفظات کا بھی ازالہ ہو جاتا ہے لیکن جب حقائق سے منہ موڑ لیا جائے اور اپنی تمام تر توانیاں اس بات پر صرف کرنے کی کوشش کی جائے کہ اختلاف۔۔۔ حتیٰ کہ ماہرین شریعت فقہاء کا باہم فروعی اور جزوی اختلاف۔۔۔ امت میں افتراق کا سبب ہے تو ایسی سرگرمیوں کے نتائج اس سے مختلف نہیں ہو سکتے جن کا آج ہم کھلی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہے ہیں۔

اھل ہویٰ کا ہر دور میں یہ وسوسہ رہا ہے اجتہاد کی کوئی ضرورت اور اہمیت نہیں بلکہ فقہ من گھڑت اور فرضی دین ہے۔ آخر یہ نادان لوگ کیوں سمجھ پارہے کہ معاشرے میں انتشار، انارکی، فساد، فرقہ واریت، دین بیزاری کے مہلک جراثیم اسی مسموم چشمے کی پیداوار ہیں۔ آج بھی اگر اس کی جگہ محبت اجتہاد و مجتہدین کا چشمہ صافی چل پڑے تو ان کے قلوب میں رچی بسی فریب خوردگی کے خس و خاشاک کو بہا کر لے جائے۔

سیدنا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

مولانا محمد عاطف معاویہ حفظہ اللہ

نام و نسب: آپ کا نام عثمان، کنیت ابو عبد اللہ اور لقب ذوالنورین ہے۔ نسب نامہ یہ ہے:

ابو عبد اللہ عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف القرشی
الاموی پانچویں پشت میں آپ کا سلسلہ نسب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے۔
(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ ج 3 ص 317 رقم الترجمة 3590 الاصابۃ ج 2 ص 1238 رقم
الترجمة 5150)

ولادت: حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صحیح قول کے مطابق آپ کی ولادت
واقعہ فیل کے چھ سال بعد ہوئی۔

(الاصابۃ ج 2 ص 1238)

قبول اسلام: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کلمہ پڑھنے کے فوراً بعد دعوت
و تبلیغ کا سلسلہ شروع فرمادیا تھا، جس کے نتیجے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ابتداء ہی میں
اسلام قبول کر لیا۔ قبول اسلام میں آپ کا چوتھا نمبر ہے۔

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ ج 3 ص 317)

فضائل و مناقب: اہل حق کا متفقہ نظریہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد
سب سے بلند مقام حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا، ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی
اللہ عنہ کا اور ان کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ہے اور یہ نظریہ حضور صلی اللہ علیہ
وسلم کی زندگی ہی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تھا۔ چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ
عنہما فرماتے ہیں:

"كُنَّا نُخَيِّرُ بَيْنَ النَّاسِ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَخَيَّرَ أَبَا بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ثُمَّ عُمَانُ بْنُ عَفَّانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ"

(صحیح بخاری ج 1 ص 516 باب فضل ابی بکر رضی اللہ عنہ)

ترجمہ: ہم حضور علیہ السلام کے زمانے میں لوگوں کو ایک دوسرے پر ترجیح دیتے تھے۔ سب سے بہتر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو سمجھتے تھے، ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اور ان کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو۔

اعزازات: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ یکے بعد دیگرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بیٹیاں آپ کے نکاح میں آئیں۔ جب آپ رضی اللہ عنہ کی بیوی سیدہ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر میری سو بیٹیاں ہوتیں تو میں ایک ایک کر کے عثمان کے نکاح میں دے دیتا۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج 11 ص 231 باب مناقب عثمان بن عفان، الفصل الثالث)

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے متعلق فرمایا
"لکل نبی رفیق ورفیق فی الجنة عثمان"

(جامع الترمذی ج 2 ص 689 مناقب عثمان بن عفان)

ترجمہ: ہر نبی کا جنت میں ایک رفیق ہو گا اور میرا رفیق عثمان ہو گا۔
صلح حدیبیہ کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اپنا نمائندہ بنا کر مکہ مکرمہ بھیجا۔
(جامع ترمذی ج 2 ص 689 مناقب عثمان بن عفان)

قوت اجتہاد و استنباط: اپنے دور خلافت میں بہت سے اجتہاد فرمائے جن سے آپ کی شان فقہت معلوم ہوتی ہے۔ چند ایک کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

جمع قرآن: جب آپ خلیفہ بنے تو اسلام عرب سے نکل کر روم و ایران کے دور دراز علاقوں میں پھیل چکا تھا۔ قرآن مجید سات لغتوں پر نازل ہوا تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

سات لغات پر تلاوت فرماتے تھے۔ قراءتوں کا یہ اختلاف دور دراز کے علاقوں میں بھی پھیل گیا جب تک لوگ اس حقیقت سے واقف تھے کہ قرآن کا نزول سات لغات پر ہوا ہے اس وقت تک اختلاف سے کوئی خرابی پیدا نہیں ہوئی تھی لیکن جب یہ اختلاف ان دور دراز کے مملکت میں پہنچا جن میں یہ بات پوری طرح سے مشہور نہیں ہوئی تھی کہ قرآن سات لغات پر نازل ہوا ہے تو اس وقت جھگڑے پیدا ہونے لگے۔ بعض لوگ اپنی قراءت کو صحیح اور دوسری کو غلط کہنے لگے تو اس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے امت کو لغت قریش پر جمع فرمایا۔ یہ آپ کی اجتہادی شان کا عظیم کارنامہ ہے۔

ترک قراءت خلف الامام:

مشہور مسئلہ ہے کہ امام کے پیچھے قراءت کی جائے یا نہ؟ اس بارے میں احادیث و آثار کا ایک ذخیرہ موجود ہے۔ ترک قراءت کے متعلق آیت قرآنی **وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا** (الایہ) اور احادیث مبارکہ کے پیش نظر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ترک قراءت کو ہی رائج قرار دیا۔ یہی وجہ ہے کہ اس مسئلہ میں حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے اقوال کے ساتھ آپ کے قول کا بھی تذکرہ ملتا ہے۔ مثلاً۔۔

عن موسى بن عقبة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم وابابكر وعمر
وعثمان كانوا ينهاون عن القراءة خلف الامام۔

(مصنف عبدالرزاق ج2 ص90، 91 حدیث 754)

عن زيد بن اسلم قال كان عشرة من اصحاب رسول الله صلى الله عليه
وسلم ينهاون عن القراءة خلف الامام اشد النهي ابو بكر الصديق وعمر الفاروق
وعثمان بن عفان۔

(عمدة القاری ج4 ص449 باب وجوب القراءة للامام والها موم)

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دس صحابہ ایسے تھے جو سختی سے امام کے پیچھے قراءت کرنے سے منع فرماتے تھے۔ ان میں سے حضرت ابو بکر، حضرت عمر، اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم بھی تھے۔

جمعہ کی اذان ثانی:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے دور میں جمعہ کے لیے ایک اذان دی جاتی تھی۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دور خلافت آیا اور مسلمانوں کی تعداد میں بھی اضافہ ہوا تو آپ کے حکم سے اذان ثانی شروع ہوئی اور آج تک جاری ہے۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ اس اذان کے متعلق فرماتے ہیں:

"فثبت الامر على ذلك"

(صحیح بخاری ج 1 ص 125 کتاب الجمعة باب التأذين عند الخطبة)

یعنی اذان کا یہ طریقہ مستقل طور پر رائج ہو گیا۔

دیت کی ادائیگی میں مال دینا:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے عہد سے دیت میں اونٹ لینے کا طریقہ چلا آ رہا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دیت میں ان کی قیمت دینی بھی جائز قرار دی کیونکہ یہاں اونٹوں میں سوائے مال کے اور کوئی جہت نہیں پائی جاتی۔ قاضی القضاۃ امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے بھی اپنے دور میں یہی فتویٰ دیا۔

امت کے متعلق آپ رضی اللہ عنہ کا نقطہ نظر:

آپ رضی اللہ عنہ کا نظریہ یہ تھا کہ مسلمانوں کو قرآن و سنت کے نام پر آزاد نہیں رہنا چاہیے بلکہ اپنے اسلاف کی پیروی کرنی چاہیے۔ اسی وجہ سے جب آپ خلیفہ مقرر ہوئے تو

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ سے عہد لیا کہ آپ رضی اللہ عنہ شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کی سیرت پر چلیں گے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے اس کو قبول کر لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ مجتہد ہونے کے باوجود حضرت ابو بکر، حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی پیروی کرتے تھے مثلاً حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور مبارک میں پورا مہینہ بیس رکعت تراویح پڑھی جاتی تھی، آپ نے انہی کی اتباع میں اسی پر دوام فرمایا۔

عن السائب بن یزید قال کانوا یقومون علی عہد عمر بن الخطاب فی شہر رمضان بعشرین رکعة قال وکانوا یقرءون بالمعین وکانوا یتوکنون علی عصیہم فی عہد عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ من شدۃ القیام

(سنن الکبریٰ للبیہقی ج 2 ص 496 باب ماروی فی عدد رکعات القیام فی شہر رمضان)

ترجمہ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بیس رکعات تراویح پڑھتے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لمبے قیام کی وجہ سے سہارالے کر کھڑے ہوتے تھے۔

آپ رضی اللہ عنہ کا فرمان یہ تھا کہ مسلمانوں کو جب بھی عروج ملا ہے وہ اسلاف کے نقش قدم پر چلنے سے ملا ہے آپ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

"إِذَا بَلَغْتُمْ مَا بَلَغْتُمْ بِالْإِقْتِدَاءِ وَالِاتِّبَاعِ فَلَا تَلْفُتْنَكُمْ الدُّنْيَا عَنْ أَمْرِكُمْ"

(تاریخ طبری ج 5 ص 45)

ترجمہ: تم جس مقام پر پہنچے ہو وہ پہلوں کی تقلید سے پہنچے ہو خیال کرنا دنیا کہیں تمہیں حکم الہی سے دوسری طرف نہ پھیر دے۔

شہادت:

آپ رضی اللہ عنہ کو کئی دنوں تک محصور رکھنے کے بعد 18 ذوالحجہ 35ھ کو شہید کیا گیا۔

محدث اعظم سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

مولانا محمد اکمل راجن پوری حفظہ اللہ

نام و نسب:

آپ کے اصلی نام کے بارے میں یقینی طور پر کچھ کہنا مشکل ہے، کیونکہ آپ کی کنیت ایسی مشہور ہے کہ نام چھپ کر رہ گیا۔ اصحاب سیر نے آپ کے نام کے بارے میں مختلف اقوال ذکر کیے ہیں۔

خود حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے نام کے بارے میں فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں میرا نام عبد شمس بن صخر تھا۔ اسلام لانے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام عبد الرحمن اور کنیت ابو ہریرہ رکھی۔

ایک اور روایت میں ہے کہ زمانہ جاہلیت میں آپ کا نام عبد شمس اور کنیت ابو الاسود تھی۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام عبد اللہ اور کنیت ابو ہریرہ رکھی۔

(الاصابة في تمييز الصحابة ج 4 ص 2385، سیر اعلام النبلاء ج 3 ص 514)

علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے "عبد الرحمن" نام کو رائج قرار دیا ہے۔

(سیر اعلام النبلاء ج 3 ص 513)

لیکن ہشام کلبی اور خلیفہ بن خیاط کے قول کے مطابق سلسلہ نسب یوں ہے:

عبد الرحمن عمیر بن عامر بن عبد ذی الشری بن طریف بن عتاب بن

ابی صعوب بن منبہ بن سعد بن ثعلبہ بن سلیم بن فہم بن غنم بن دوس

(اسد الغایۃ ج 5 ص 247، سیر اعلام النبلاء ج 3 ص 514)

ابو ہریرہ کنیت کی وجہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بلی پال رکھی تھی۔ رات کو اس کو درخت پہ رکھتا تھا اور صبح کو جب بکریاں چرانے جاتا تو ساتھ لے جاتا اور اس کے ساتھ کھیلتا تھا۔ تولوگوں نے یہ بات دیکھ کر مجھے ابو ہریرہ کہنا شروع کر دیا۔

(الاصابة ج 4 ص 2385، اسد الغابة ج 5 ص 248، سیر اعلام النبلاء ج 3 ص 518)

ہجرت اور قبول اسلام:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ خود بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خیبر تشریف لے گئے اور میں ہجرت کر کے مدینہ پہنچا

(سیر اعلام النبلاء ج 3 ص 518)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے قبیلہ کے ایک آدمی طفیل بن عمرو دوسی نے ہجرت عظمیٰ سے پہلے مکہ میں اسلام قبول کرنے کے بعد اپنے وطن یمن واپس آکر اپنے قبیلہ دوس کو اسلام کی دعوت دی اور غزوہ خیبر کے زمانہ میں یمن سے 180 افراد کو لے کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ حاضر ہوئے، لیکن آپ تشریف لے گئے تھے۔ پھر یہ حضرات بھی خیبر پہنچے۔ اسی وفد میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی تھے، انہوں نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔

(سیر الصحابہ ج 2 ص 50)

علمی ذوق:

ایک بار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا۔ انھوں نے ایک سوال کیا: "من اسعد الناس بشفاعتك" کہ قیامت کے دن کون خوش نصیب آپ کی شفاعت کا زیادہ مستحق ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ تمہاری حرص حدیث دیکھ کر میرا پہلے سے خیال تھا کہ یہ سوال آپ سے پہلے کوئی نہیں کرے گا۔

(الاصابة ج 4 ص 2388)

حدیث میں آپ کا مقام:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابو ہریرہ علم کا ظرف اور برتن ہیں۔

(سیر اعلام النبلاء ج 3 ص 521)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (علم کے) دو برتن یاد کیے۔

(صحیح بخاری کتاب العلم، الاصابة ج 4 ص 2391، سیر اعلام النبلاء ج 3 ص 521)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس نعمت کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں: اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کسی کو مجھ سے زیادہ حدیثیں یاد نہیں سوائے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے، کیونکہ وہ لکھتے تھے اور میں لکھتا نہیں تھا۔

(سیر اعلام النبلاء ج 3 ص 522)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مجھ سے بہتر ہیں اور جو بیان کرتے ہیں اس کو زیادہ جانتے ہیں۔

(الاصابة ج 4 ص 2391)

ابوصالح رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم

میں سب سے بڑے حافظ الحدیث تھے۔ (سیر اعلام النبلاء ج 3 ص 521، الاصابة ج 4 ص 2388)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں

سے کسی کو میں نہیں جانتا جن کو مجھ سے زیادہ حدیثیں یاد ہوں۔ (سیر اعلام النبلاء ج 3 ص 522)

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے

ہمعصروں میں سب سے زیادہ حدیث جاننے والے تھے اور حفاظ حدیث میں سب سے بڑے حافظ الحدیث تھے۔

(الاصابة ج 4 ص 2388)

نماز اہل سنت

مولانا محمد الیاس گھمن

اذان کے کلمات:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّافُسِ يُعْمَلُ لِصُرْبٍ بِهِ لِلنَّاسِ يَجْعَلُ الصَّلَاةَ طَائِفًا وَأَنَا نَائِمٌ رَجُلٌ يَحِبُّ النَّافُسَ فِي يَدِهِ فَقُلْتُ يَا عَبْدَ اللَّهِ أَتَبِيعُ النَّافُسَ فَقَالَ وَمَا تَصْنَعُ بِهِ فَقُلْتُ نَدْعُو بِهِ إِلَى الصَّلَاةِ قَالَ أَفَلَا أَدْلَكَ عَلَى مَا هُوَ خَيْرٌ مِنْ ذَلِكَ فَقُلْتُ لَهُ بَلَى قَالَ فَقَالَ تَقُولُ: اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَالْمَاءُ أَصْبَحْتَ أَتَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا رَأَيْتُ فَقَالَ إِنَّمَا لَرٌّ يَا حَقُّ إِنْ شَاءَ اللَّهُ فَقُمْنَا مَعَ بِلَالٍ فَاتَّقَى عَلَيْهِ مَا رَأَيْتُ فَلْيُوذِّنْ بِهِ فَإِنَّهُ أُنْدَى صَوْتًا مِنَّا فَقُمْنَا مَعَ بِلَالٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَنَعَلْتُ الْقُبِيَّةَ عَلَيْهِ وَبُيُودِي بِهِ قَالَ فَسَمِعَ ذَلِكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَهُوَ فِي بَيْتِهِ فَخَرَجَ يَجْرُدَاءً وَيَقُولُ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ رَأَيْتُ مِثْلَ مَا أَرَى فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلِلَّهِ الْحَمْدُ.

(سنن ابی داؤد ج 1 ص 79 باب کیف الاذان، مسند احمد ج 13 ص 3031 رقم الحديث 16430)

سنن ابن ماجه ج ١ ص ٥١ باب بدء الاذان صحيح ابن حبان ص ٥٣٢ ذكر الخبر المصرح بان النبي صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هو الذي امر بالا... رقم الحديث ١٦٧٩ صحيح ابن خزيمة ج ١ ص ٢٢٣ رقم الحديث (٣٧٠)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز کے لیے جمع کرنے کے لئے ناقوس بجانے کا حکم فرمایا تو میں نے خواب میں ایک آدمی کو دیکھا جو ناقوس اٹھائے ہوئے تھا۔ میں نے اسے کہا: اے اللہ کے بندے! کیا یہ ناقوس بچوگے؟ اس نے کہا اس کا کیا کروگے؟ میں نے کہا نماز کے لئے لوگوں کو بلائیں گے تو اس نے کہا کہ میں تمہیں اس سے بہتر الفاظ نہ بتاؤں؟ میں نے کہا کیوں نہیں۔ تو اس نے کہا یوں کہا کرو۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ... الخ۔ جب میں صبح کو اٹھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور جو کچھ خواب میں دیکھا تھا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ خواب حق ہے ان شاء اللہ۔

تم بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ کھڑے ہو کر جو کلمات دیکھے ہیں ان کو سکھلا دو۔ اور وہ ان الفاظ کو اذان کی شکل میں کہتے جائیں۔ کیونکہ وہ تم سے زیادہ بلند آواز رکھتے ہیں۔ تو میں بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ کھڑا ہو گیا اور ان کو ان کلمات کی تلقین کرنے لگا اور وہ اذان دیتے گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ آواز سنی۔ آپ رضی اللہ عنہ گھر میں تھے تو جلدی سے چادر کھینچتے ہوئے نکلے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق دے کر بھیجا ہے میں نے بھی یہی خواب دیکھا ہے جو (اذان) اب سن رہا ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کا شکر ہے۔

اقامت کے کلمات:

اقامت کے کلمات وہی ہیں جو اذان کے ہیں لیکن اقامت میں حی علی الفلاح کے بعد کلمہ: قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ دو مرتبہ زیادہ کہا جاتا ہے۔

1. إِنَّ ابْنَ مُحَمَّدٍ نَبِيٌّ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ عَلَّيْ بَنِي رَسُولِ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِقَامَةَ سَبْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً

(شرح معانی الآثار ج 1 ص 102 باب الإقامة كيف هي)

سنن ابن ماجہ اور مصنف ابن ابی شیبہ میں اقامت کے ان سترہ کلمات کا ذکر یوں ہے:

(مصنف ابن أبي شيبة ج2 ص320 من كان يشفع الإقامة ويؤي ان يثنيها ، رقم الحديث 2150. ح معاني الآثار ج1 ص102 باب الإقامة كيفي؟)

ثُمَّ أَمَّهَلَ هُنَيْئُهُ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ مِثْلَهَا إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: رَاذِبَعْدَ مَا قَالَ حَيٌّ عَلَى
الْفَلَاحِ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ

(شرح معاني الآثار للطحاوي ج 1 ص 101 باب الإقامة كيف هي؟ مصنف عبد الرزاق ج 1 ص 346 باب بدء الاذان، حديث (1794)

ترجمہ : اذان کہنے کے بعد فرشتہ تھوڑی دیر رک پھر کھڑا ہوا اور اذان کی مثل کلمات کہے لیکن حَسْبِيَ عَلَى الْفَلَاحِ کے بعد قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ کے کلمات زیادہ کہے۔

3. عَنْ عَبْدِ مَوْلَى سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ أَنَّ سَلَمَةَ بْنَ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
كَانَ يُثَنِّي الْإِقَامَةَ.

(مصنف ابن ابى شيبه ج2 ص320 من كان يشفع الاقامة ويرى ان يثنيها ، رقم الحديث 2150، شرح معاني الآثار ج1 ص102، باب الاقامة كيف هي؛)

ترجمہ: حضرت عبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ اقامت کے کلمات دوہرے کہا کرتے تھے (لَيَحْيَا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ) سے آخر تک تمام کلمات دو دہرے کہتے تھے

4. مؤذن رسول حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے مروی اقامت بھی ثنی ثنی (دوہری) ہے۔
(شرح معانی الآثار للطحاوی ج 1 ص 101 باب الإقامة کیف ہی، مصنف عبد الرزاق ج 1 ص 346 باب بدء الاذان، حدیث 1794)

فجر کی اذان میں ”الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ“ کا اضافہ:

1. حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَإِنْ كَانَ صَلَاةُ الصُّبْحِ قُلْتَ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ۔

(سنن ابی داؤد ج 1 ص 79 باب کیف الاذان، السنن الکبری للبیہقی ج 1 ص 422 باب

التثویب فی اذان الصبح)

ترجمہ: جب صبح کی نماز کے لئے اذان دو تو الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ کہا کرو۔

2. عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ فِي أَذَانِ الْفَجْرِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ۔

(السنن الکبری للبیہقی ج 1 ص 423 باب التثویب فی اذان الصبح، صحیح ابن خزيمة ج 1 ص

233 باب التثویب فی اذان الصبح، رقم الحدیث 386)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سنت یہ ہے کہ مؤذن جب فجر کی اذان میں حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کہے تو ”الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ“ بھی کہا کرے

اذان و اقامت کا طریقہ :

1. عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِبِلَالٍ يَا بِلَالُ! إِذَا أَدْنَيْتَ فَتَرَسَّلْ فِي أَذَانِكَ وَإِذَا أَقَمْتَ فَاخْذُرْ۔

(جامع الترمذی ج 1 ص 48 باب ماجاء فی الترسل فی الاذان، مسند عبد بن حمید ص 310)

رقم الحدیث 1008، السنن الکبریٰ للبیہقی ج 1 ص 428 باب ترسیل الاذان وحذر الإقامة)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ اے بلال! جب تو اذان کہے تو ٹھہر ٹھہر کر کہا کر اور جب اقامت کہے تو جلدی جلدی کہا کر۔

2. عَنْ عُمَارِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِلَالَ أَنْ يُجْعَلَ اصْبَعِيهِ فِي أُذُنَيْهِ وَقَالَ إِنَّهُ أَرْفَعُ لَصُوتِكَ۔

(سنن ابن ماجہ ج 1 ص 52 باب السنة فی الاذان)

ترجمہ: حضرت عمار بن سعد رضی اللہ عنہ (موزن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ڈال کر اذان دیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ عمل تمہاری آواز کو بلند کرے گا۔

اذان و اقامت کا جواب :

3. عَنْ حُمْرِ بْنِ الْحُطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ اللَّهُ أَكْبَرُ فَقَالَ أَحَدُكُمْ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ ثُمَّ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ . قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ثُمَّ قَالَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ قَالَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ . ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا

بِاللَّهِ ثُمَّ قَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ قَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ ثُمَّ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ.
قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مِنْ قَلْبِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ.

(صحیح مسلم ج 1 ص 167 باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه، سنن ابی داؤد ج 1 ص 85 باب ما یقول اذا سمع المؤذن، صحیح ابن خزيمة ج 1 ص 248 باب ذکر فضیلة هذا القول عند سماع الاذان، رقم الحدیث 417، صحیح ابن حبان ص 535 ذکر ایجاب دخول الجنة.... رقم الحدیث 1685)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مؤذن اللہ اکبر اللہ اکبر کہے تو تم اللہ اکبر اللہ اکبر کہو جب مؤذن اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللہ کہے تو تم بھی اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللہ کہو (اسی طرح آخر اذان تک اس کا جواب ذکر کیا) پھر فرمایا جو یہ دل سے کہے گا جنت میں داخل ہو گا۔

2- عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَوْ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ بِلَالًا أَخَذَ فِي الْإِقَامَةِ فَلَبَّأَنَّ قَالَ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقَامَهَا اللَّهُ وَأَدَامَهَا وَقَالَ فِي سَائِرِ الْإِقَامَةِ كُنْخَوْ حَدِيثُ عُمَرَ فِي الْأَذَانِ.

(۲) (سنن ابی داؤد ج 1 ص 85 باب ما یقول اذا سمع الاقامة، السنن الکبری للبیہقی ج 1 ص 411 باب ما یقول اذا سمع الاقامة، کنز العمال ج 8 ص 169 اجابة المؤذن، رقم 23258)

ترجمہ: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض دیگر اصحاب سے مروی ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہنا شروع کی جب قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ کہا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا أَقَامَهَا اللَّهُ وَأَدَامَهَا اور پوری اقامت میں اسی طرح کلمات کو دہراتے رہے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں اذان کے جواب میں اسے دہرانے کا ذکر ہے۔

اذان کے بعد کی دعا:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ "اَللّٰهُمَّ رَبِّ هَذِهِ الدَّعْوَةُ الثَّامَّةُ وَالصَّلَاةُ الْقَائِمَةُ اٰتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَاَبْعَثْهُ مَقَامًا مِّمَّ مُحَمَّدًا الَّذِي وَعَدْتَهُ" حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

(صحیح البخاری ج 1 ص 86 باب الدعاء عند النداء سنن ابی داؤد ج 1 ص 85 باب ما جاء في الدعاء، جامع الترمذی ج 1 ص 51 باب منه ای ما يقول اذا اذن المؤذن)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اذان سننے کے بعد یہ دعا پڑھی تو قیامت کے دن اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ دعا کا ترجمہ یہ ہے۔ اے اللہ! اے اس دعوت کاملہ اور اس کھڑی ہونے والی نماز کے رب تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور انہیں اس مقام محمود پر پہنچا دے جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے "سنن کبریٰ بیہقی وغیرہ میں "إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْوَعْدَ" (بے شک تو اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا) کے الفاظ قوی سند سے آئے ہیں۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی ج 1 ص 410 باب ما يقول اذا فرغ من ذلك، کتاب الدعوات الکبیر للبیہقی ج 1 ص 34، احیاء علوم الدین للغزالی ج 1 ص 182 کتاب اسرار الصلاة، الباب الاول)

غصہ پر ضبط کیوں؟

ایک بزرگ فرماتے ہیں اگر غصہ کے ضبط کرنے سے دین کو نقصان نہ ہو تو ایسا غصہ ضبط کرنا درست ہے، اگر باطل کے ساتھ مقابل آجاؤ تو یوں نہیں کہیں کہ بندہ ناچیز حقیر فقیر عبد القدیر حاضر ہے بلکہ دشمن کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے گا۔ اگر غصہ نہ ہو تو جہاد نہ کر سکیں۔ (ابن اسماعیل، لاہور)

شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ

مولانا محمد عبد اللہ معتمد حفظہ اللہ

ولادت و سیادت:

انیسویں صدی میں ملک و ملت جن ممتاز ترین عظیم شخصیتوں پر فخر کر سکتی ہے ان میں سے ایک مایہ ناز اور عہد آفریں شخصیت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ کی ہے۔ آپ 1288ھ بمطابق 1851ء بریلی میں (جبکہ آپ کے والد ماجد بوجہ ملازمت بمع اہل و عیال وہاں مقیم تھے) عالم ظہور میں تشریف لائے۔ آپ کے والد ماجد مولانا ذوالفقار علی صاحب نہایت صاحب اقبال اور دینی و دنیاوی اعتبار سے ذی وجاہت اور صاحب حیثیت آدمی تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔

تعلیم و تربیت:

آپ کی تعلیم کا آغاز چھ سال کی عمر میں ہوا۔ قرآن مجید کا اکثر حصہ ایک مقامی استاد میاں جی منگوری صاحب سے پڑھا۔ بقیہ قرآن پاک اور فارسی کی ابتدائی کتابیں مولانا عبد اللطیف صاحب سے پڑھیں۔ اس کے بعد ابتدائی عربی کتب اپنے معزز چچا مولانا مہتاب علی صاحب سے پڑھیں۔ مولانا بچپن میں کوچہ گردی اور رذیل کھیلوں سے مجتنب و متفرغ تھے، البتہ سیر اور شکار سے ایک مناسبت اور دلی شوق تھا۔

آپ کی عمر تقریباً 15 سال تھی کہ خدا تعالیٰ کے چند مقبول اور سراپا اخلاص بندوں کی تجویز سے قصبہ دیوبند میں ایک عربی مدرسہ کا قیام عمل میں لایا گیا۔ سب سے پہلے اس مدرسہ کے احاطہ میں کتاب کھولنے کی سعادت آپ کو نصیب ہوئی اور جس استاد کے سامنے کتاب کھولی

ان کا نام بھی مولانا محمود صاحب تھا۔ گویا پہلا استاد بھی محمود اور پہلا شاگرد بھی محمود۔ فقہ اور دیگر فنون کی اکثر کتابیں آپ نے ان سے پڑھیں۔ ان کے علاوہ قاسم العلوم والخیرات مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ آپ کے سب سے بڑھ کر شفیق اور مہربان استاذ تھے۔ تعلیم کا زیادہ حصہ بشمول دورہ حدیث حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کی خدمت میں رہ کر پڑھا۔

تدریس:

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ تحصیل علوم سے فراغت پانے سے پہلے ہی معین مدرس کی حیثیت سے مختلف کتابیں پڑھا رہے تھے۔ فراغت کے بعد توبہ قاعدہ مدرسین کی فہرست میں شمار ہونے لگے تھے۔ آپ کا طرز تدریس نہایت مہذب اور شائستہ ہوتا تھا۔ دوسروں کی تحقیر اپنی تعریف کا نام و نشان تک نہ تھا۔ دوران درس نہایت سہل اور عام فہم الفاظ استعمال کرتے تھے۔ لہجہ میں تصنع اور بناوٹ نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ چہرہ بنالینا یا آنسو بھر لانا حضرت کا کام نہ تھا لیکن خدا تعالیٰ نے زبان میں اثر دیا تھا۔

بات دل نشین ہوتی تھی اور سننے والا متاثر ہوئے بغیر رہ نہیں سکتا تھا۔ آپ کا حلقہ درس دیگر سلف صالحین اور اکابر محدثین کے حلقہ حدیث کا نقشہ نظروں میں پھر جاتا تھا۔ اختلافی مسائل میں ائمہ اربعہ کے علاوہ دیگر مجتہدین کے مذاہب بھی بیان فرماتے اور باوجود خفی ہونے کے صراحت کے ساتھ یہ بات ذہن نشین فرماتے کہ "مذاہب مجتہدین سارے کے سارے حق اور کتاب و سنت کے موافق ہیں، ان کی تنقیص موجب بد بختی ہے۔"

آپ نے تقریباً 35 سال تدریس کی۔ آپ کا دور تدریس خیر و برکت کے اعتبار سے اپنی مثال آپ ہے۔ ایسے عظیم لوگوں نے آپ کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا جن میں سے ہر ایک مستقل ادارہ اور انجمن ہے۔ چند شاگردوں کے نام پیش خدمت ہے۔

• شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ

- حکیم الامت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ
- امام انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمہ اللہ
- امام العصر حضرت مولانا علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ
- ابو حنیفہ ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ
- شیخ الادب والفقہ حضرت مولانا اعجاز علی رحمہ اللہ
- شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ
- ادیب لیبیب حضرت مولانا حبیب الرحمن رحمہ اللہ
- شیخ الاسلام حضرت مولانا علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ
- مبلغ اعظم حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلوی رحمہ اللہ

سلوک:

1294ھ میں آپ اپنے استاد محترم حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ، حضرت مولانا رفیع الدین رحمہ اللہ، اور دوسرے اکابر کی معیت میں حج کے لیے تشریف لے گئے۔ اپنے استاد حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کے حکم پر وہاں حاجی امداد اللہ مہاجر کی سے بیعت ہو گئے۔ چونکہ آپ حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کی صحبت میں رہ چکے تھے اس لیے مزید تزکیہ کی ضرورت نہ سمجھی گئی اور حاجی صاحب نے سلاسل اربعہ میں آپ کو شرف خلافت سے نوازا۔

حاجی صاحب کے بعد حضرت نانوتوی رحمہ اللہ نے بھی آپ کو اپنا خلیفہ بنادیا۔ حضرت حاجی صاحب اور مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کے وصال کے بعد حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کو اپنا مرشد بنانے کا فیصلہ کیا اور استر شاد کی غرض سے ان کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ حضرت گنگوہی رحمہ اللہ نے بلا تامل آپ کو بیعت کر لیا۔ ساتھ ساتھ اپنا مجاز بھی قرار

دیا۔ آسمان رشد و ہدایت کے ان تین تابندہ ستاروں نے جن کو نوازا ہو ان کی مقبولیت کا کیا ٹھکانہ؟

شیخ الہند رحمہ اللہ اکابر کی موجودگی میں بیعت کرانے سے گریز کرتے لیکن بعد میں جب عوام کا اصرار بڑھا تو بیعت شروع کرادی اور پھر تو عرب ہو یا عجم یا مالٹا کی قید، دنیا نے اس ر جل رشید سے اصلاح و تربیت حاصل کی۔

تصانیف:

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ نے درس و تدریس اور سیاسی مشاغل کے باوجود کئی ایک کتب تحریر فرمائی ہیں۔

ترجمہ قرآن مجید: آپ کی تصانیف میں سرفہرست قرآن مجید کا ترجمہ و تفسیر ہے۔ پورا ترجمہ اور سورۃ النساء تک تفسیر فرمائی۔ اس کی تکمیل آپ کی لائق شاگرد علامہ شبیر احمد عثمانی قدس اللہ سرہ نے فرمائی۔ اس ترجمہ و تفسیر کو اللہ تعالیٰ نے وہ قبولیت عطاء فرمائی ہے کہ شاید کسی اور تفسیر کو حاصل ہوئی ہو۔

- تراجم ابوب بخاری: صحیح بخاری کے تراجم کی تشریحات
- تقریر ترمذی: یہ تقریر آج کل سنن الترمذی کے حاشیہ پر چھپ چکی ہے اور مقبول عام و خاص ہے۔
- حاشیہ ابو داود: نہایت قیمتی حواشی جو فہم کتاب میں انتہائی مفید ہیں۔
- حاشیہ مختصر المعانی: علم معانی کی مشہور کتاب پر حاشیہ
- البصاح الادلہ: غیر مقلدین کی کتاب "مصباح الادلہ" کا کافی و شافی جواب
- جہد المقل: حضرت شاہ اسمعیل شہید رحمہ اللہ پر اعتراضات کے جوابات

• شرح اوثق العروی: حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کی کتاب کی شرح مضمون نام سے ظاہر ہے۔

• ادلہ کاملہ: غیر مقلد عالم مولوی محمد حسین بٹالوی کے مذہب حنفی پر کیے گئے اعتراضات کے جوابات

تحریک آزادی ہند اور اسارت مالٹا:

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ نے تدریس کے ابتدائی دنوں میں مسلمانوں میں شعور اور احساس ذمہ داری پیدا کرنے کی تحریک شروع کی تھی۔ 1920ء تک آپ کی کوشش یہ رہی کہ دینی و سیاسی تربیت سے ایک ایسی جماعت تیار کی جائے جو کہ احیاء ملت، ملکی سیاست اور آزادی کی جدوجہد میں اپنی ذمہ داریوں کا شدید احساس اور ان ذمہ داریوں سے عہدہ برآں ہونے کے اہلیت رکھتی ہو۔

لیکن 1914ء میں جب جنگ عظیم اول چھڑ گئی تو برٹش حکومت پر ضرب لگانے اور آزادی کی منزل قریب لانے کے لیے ایک سنہری موقع ملا۔ حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ نے یہ سوچ کر کہ تحریک چلانے کے لیے کسی آزاد حکومت کی پشت پناہی حاصل کی جائے مولانا عبید اللہ سندھی رحمہ اللہ کو افغانستان بھیجا تاکہ وہ افغانستان کی طرف سے حملہ کرانے کی سعی کرے اور خود خلافت عثمانیہ کے زعماء سے ملاقاتیں کر کے فرنگی حکومت کے خلاف جہاد کے منصوبے سے ان کو آگاہ کیا۔ مولانا عبید اللہ سندھی رحمہ اللہ نے افغانستان پہنچنے کے بعد وہاں ہندوستان کی عارضی آزاد حکومت قائم کی۔ جسے افغان حکومت نے تسلیم کر کے خود بھی تعاون کی یقین دہانی کرائی اور دوسرے ملکوں میں بھی اس کی سفارتیں بھیجنے کا انتظام کیا۔

مولانا سندھی رحمہ اللہ نے ان تمام حالات کو ایک رومال پر پریشم سے کاڑھ کر ایک معتمد شخص کے ہاتھوں حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کی خدمت میں بھیجا۔ لیکن چند ایمان فروشوں

کی وجہ سے وہ انگریز گورنر کے ہاتھ لگا۔ یہ رومال انگریز کو ملنا تھا کہ ہندوستان بھر میں گرفتاریوں اور قید و بند کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو گیا۔

1916ء میں آپ کو اور آپ کے رفقاء مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ، مولانا عزیز گل رحمہ اللہ، مولانا حکیم نصرت حسین رحمہ اللہ، اور مولانا وحید احمد رحمہ اللہ کو گرفتار کیا گیا۔ فروری 1917ء میں آپ کو جزیرہ مالٹا پہنچا دیا گیا۔

مالٹا کی اسارت کے دوران آپ نے بڑے مصائب برداشت کیے، تکلیفیں اٹھائیں، مستقل عوارض میں مبتلا رہے جو بالآخر مرض الموت کا سبب بنے، لیکن آپ کے پائے استقلال میں لغزش پیدا نہ ہوئی۔ مارچ 1920ء میں تقریباً سات مہینے کی اسارت کے بعد آپ کو رہا کیا گیا۔

ہندوستان واپسی اور مرض الوفات:

جون 1920ء میں حضرت رحمہ اللہ ہندوستان تشریف لائے۔ قید و بند کی صعوبتیں آپ کی صحت پر کافی حد تک اثر انداز ہو گئی تھیں۔ مختلف امراض کی شکایت تو پہلے سے تھی، اس پر مالٹا کا سرد موسم، حضرت کی شب بیداری و ریاضت، پھر ترکوں کی شکست اور اپنی جدوجہد کی ناکامی کا صدمہ ان حوادث نے ان بیماریوں کو مرض الموت کی شکل دے دی۔

چنانچہ 26 صفر 1339ھ بمطابق 29 اکتوبر 1920ء صبح 8 بجے آپ نے قبلہ رخ ہو کر ہمیشہ کے لیے آنکھیں بند کر لیں اور روح مقدس "فَرَوْحٌ وَرَيْحَانٌ وَجَنَّتْ نَعِيمٍ" کی بہاریں دیکھنے کے لیے تمام اہل اسلام کو یتیم و بے کس چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہو گئی اور رفیق اعلیٰ سے جاملی۔

اِنَاللّٰهُ وَاِنَا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔

کتاب الاصل المعروف بالمبسوط

مولانا محمد یوسف حفظہ اللہ

فقہ حنفی کا اولین مرجع الامام الفقیہ محمد بن حسن الشیبانی رحمہ اللہ م 189ھ کی تصانیف سمجھی جاتی ہیں، خواہ وہ کتابیں آپ نے امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم رحمہ اللہ م 182ھ سے براہ راست روایت کی ہوں، حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے اساتذہ سے اخذ کی ہوں یا اہل عراق کی متداول فقہ سے مدون کی ہوں۔ یہ بات پیش نظر رہنی چاہیے کہ امام محمد رحمہ اللہ کی جملہ کتب بہ اعتبار سند کے مساوی درجہ کی نہیں ہیں بلکہ علماء کرام نے قابل اعتماد ہونے کے اعتبار سے انہیں دو قسموں میں منقسم کیا ہے۔ پہلی قسم "کتب ظاہر الروایہ" اور دوسری قسم "کتب نادر الروایہ" کہلاتی ہیں۔ کتب ظاہر الروایہ سے مراد وہ چھ مشہور کتابیں ہیں جو فقہ حنفی کی اساس ہیں اور فقہ حنفی کی عمارت انہی پر استوار ہے۔ وہ چھ کتابیں یہ ہیں:

(1) المبسوط (2) الزیادات (3) الجامع الصغیر

(4) الجامع الکبیر (5) السیر الصغیر (6) السیر الکبیر

ان کتب کو "ظاہر الروایہ" اس وجہ سے کہتے ہیں کہ ان کی نسبت وسند نہایت واضح و مضبوط ہے۔ بایں طور کہ یہ امام محمد رحمہ اللہ سے بطریق تواتر مروی ہیں، یا کم از کم انہیں مشہور کادر جہ توضرور حاصل ہے۔

ان کے علاوہ امام محمد کی بقیہ کتب جن کی تعداد سینکڑوں میں ہے اور امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے دیگر تلامذہ کی کتابیں "نادر الروایہ" کہلاتی ہیں۔ کیونکہ ان کی نسبت وسند پوری طرح واضح نہیں ہے۔ ان کادر جہ کتب ظاہر الروایہ کے بعد آتا ہے۔

فقہ حنفی میں جو اجتہادات یا اقوال بیان ہوئے ہیں ان میں سب سے زیادہ مستند و معتبر وہ اقوال و اجتہادات ہیں جو کتب ظاہر الروایہ میں مذکور ہیں۔ بوقت ضرورت ان کتب کی طرف رجوع کیا جاتا ہے اور ان میں جو مسئلہ مذکور ہو اسی کو مذہب حنفی سمجھا جاتا ہے دوسری کتب کی روایت جب ان کے خلاف ہو تو چند مسائل کے سوا وہ غیر معتبر سمجھی جاتی ہے۔

ملفوظ: کتب ظاہر الروایہ کے علاوہ بھی امام محمد کی دو کتابیں ایسی ہیں جو بہ لحاظ استناد اور بہ اعتبار شہرت کتب ظاہر الروایہ سے کسی طرح کم نہیں۔ ان میں سے ایک "کتب الآثار" ہے اور دوسری "کتب الرد علی اہل المدینہ" ہے۔

کتب الاصل:

کتب ظاہر الروایہ میں سب سے اہم اور بنیادی کتاب "المبسوط" ہے جو "کتب الاصل" کے نام سے مشہور ہے۔ اس کو "اصل" اس لیے کہا جاتا ہے کہ امام محمد رحمہ اللہ نے سب سے پہلے اسی کو تالیف کیا۔ اس میں امام محمد رحمہ اللہ نے سینکڑوں مسائل سے متعلقہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے فتاویٰ جات جمع کیے ہیں اور وہ مسائل بھی ذکر کیے ہیں جو ان کے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے درمیان اختلافی ہیں اور جس مسئلہ میں امام محمد رحمہ اللہ نے اختلاف ذکر نہیں کیا وہ مسئلہ سب کا متفقہ ہوتا ہے۔

انداز تالیف:

کتب الاصل کی تالیف کا پس منظر نہایت دلچسپ ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ نے اس کو منفرد انداز سے جمع فرمایا کہ سب سے پہلے آپ نے نماز کے مسائل کو جمع کیا اور اس مجموعہ کا نام "کتب الصلوٰۃ" رکھا، پھر بیع (خرید و فروخت) کے مسائل یکجا کر کے اس کا نام "کتب البیوع" رکھا۔ اسی طرز پر آپ نے باقی مسائل جمع کیے یعنی ہر ہر موضوع کے مسائل یکجا کرتے گئے اور موضوع کی مناسبت سے نام رکھتے گئے۔ یوں سمجھیے کہ جس طرح شیخ الحدیث مولانا محمد

زکریا رحمہ اللہ کی مشہور و مقبول کتاب "فضائل اعمال" حضرت کی مستقل تصنیف نہیں بلکہ ان کی مختلف اوقات میں زیب قرطاس کی گئی فضائل پر مشتمل تحریرات کا مجموعہ ہے۔ اسی طرح امام محمد رحمہ اللہ کے مختلف موضوعات پر جمع شدہ تمام مسائل کو یکجا کیا گیا تو ایک عظیم و ضخیم مجموعہ تیار ہوا، اسی مجموعے کو "کتاب المبسوط" کا نام دیا گیا۔

چنانچہ مشہور حنفی فقیہ المولیٰ مصطفیٰ بن عبد اللہ المعروف بحاجی خلیفہ م 1067ھ اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

"الفہ مفردا، فالاولا: الف مسائل الصلوٰۃ وسماءہ" کتاب الصلوٰۃ
ومسائل البيوع وسماءہ: "کتاب البيوع" وهكذا الايمان والاكره، ثم جمعت
فصارت مبسوطا وهو المراد حيث ما وقع في الكتب: قال محمد في كتاب فلان
"المبسوط" كذا

(كشف الظنون ج 2 ص 483)

ترجمہ: امام محمد نے اس کی تالیف علیحدہ علیحدہ کی ہے بایں طور کہ سب سے پہلے نماز کے مسائل جمع کر کے اس کا نام کتاب الصلوٰۃ رکھا۔ پھر بیع (خرید و فروخت) کے مسائل یکجا کر کے اس کا نام کتاب البيوع رکھا۔ اسی طرح کتاب الايمان اور کتاب الاكره وغیرہ کو جمع کیا۔ آخر میں جب اس تمام ذخیرہ کو جمع کیا گیا تو یہ مبسوط معرض وجود میں آگئی۔ کتب فقہ میں جہاں یہ ذکر ہوتا ہے کہ امام محمد رحمہ اللہ نے مبسوط میں فرمایا ہے تو وہاں یہی کتاب مراد ہوتی ہے۔

فائدہ: شروح ہدایہ میں جہاں کہیں مبسوط کا ذکر کیا جاتا ہے اس سے مراد "مبسوط السرخصی" ہوتی ہے۔

ترتیب دلائل:

امام محمد رحمہ اللہ اس کتاب کے ہر باب کا آغاز ان آثار سے کرتے ہیں جو ان کے نزدیک صحیح ثابت ہوتے ہیں اور پھر ان آثار سے ماخوذ مسائل ذکر کرتے ہیں۔ اس کے بعد وارد

ہونے والے سوالات و اعتراضات کے جوابات پیش کرتے ہیں اور کہیں کہیں علامہ محمد بن عبد الرحمن بن ابی ملیک م 148ھ کا اختلاف بھی ذکر کرتے ہیں۔

امام محمد رحمہ اللہ نے فروعی مسائل کو ذکر کرنے میں یہ ترتیب ملحوظ رکھی ہے کہ اپنے مشائخ اساتذہ کرام امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے مذہب پر فروعات کو پہلے ذکر کرتے ہیں اور پھر بوقت ضرورت اپنی رائے کو بیان کرتے ہیں۔

آپ نے احادیث و آثار کو بطور دلیل بہت کم ذکر کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس طبقہ و دور کے فقہاء کرام نے ان احادیث و آثار کو قبول کر لیا تھا جو ان مسائل کے لیے دلیل اور ماخذ کی حیثیت رکھتے تھے۔ چونکہ المبسوط میں مذکور تمام مسائل یا تو صراحتاً قرآن و سنت سے ثابت ہیں یا بذریعہ اجتہاد ان کو قرآن و سنت سے مستنبط کیا گیا ہے۔ اس لیے امام محمد رحمہ اللہ نے احادیث و آثار کو ذکر نہیں فرمایا ورنہ اگر ان کو ذکر کیا جاتا مستقل طور پر احادیث و آثار پر مشتمل ایک جلد تیار ہو جاتی۔

بے پناہ مقبولیت:

کتاب الاصل کو امام محمد رحمہ اللہ نے جس جانفشانی، عرق ریزی اور مخصوص پیرائے میں تصنیف کیا ہے وہ اہل علم پر مخفی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے مشائخ اور صاحب علم و فضل حضرات نے اس کتاب سے استفادہ کیا اور دقیق و پیچیدہ مسائل کی گتھیاں سلجھانے میں اس سے راہنمائی لی۔ اس کتاب کی عظمت و مرتبہ کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ مشہور محدث مجتہد مطلق الامام الفقیہ محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ م 204ھ نے اس کتاب کو مکمل حفظ کیا اور اپنی مایہ ناز تصنیف "کتاب الام" اسی طرز پر لکھی۔

اسی طرح مشہور فقیہ ابو الحسن بن داود رحمہ اللہ اسی کتاب کی وجہ سے اہل بصرہ کے مقابلہ میں اہل عراق پر فخر فرمایا کرتے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ یہ کتاب اس لائق ہے کہ

اس پر فخر کیا جائے، کیوں کہ اس میں موجود صرف حلال و حرام کے فروعی مسائل کی تعداد دس ہزار (10000) ہے۔

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ "کتاب المبسوط" کا مطالعہ جب کوئی عالم پوری توجہ، دھیان اور ذمہ داری کے ساتھ کرتا ہے تو وہ مصنف مرحوم کے وسعت مطالعہ، بے پناہ قوت حافظہ اور تجربہ علمی کا معترف ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ تاریخی کتب میں یہ واقعہ موجود ہے کہ اس زمانے کا یہودی جو عربی جانتا تھا اور مسلمانوں میں رہنے کی وجہ سے فقہ و شریعت کے معاملات سے بھی کچھ نہ کچھ واقفیت رکھتا تھا، اس نے جب اس کتاب کا مطالعہ شروع کیا تو متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا اور بے ساختہ اس نے یہ جملہ کہا:

"هذا كتاب محمد بن الاصحقر فكيف كتاب محمد بن الاكبر"

کہ یہ تو تمہارے چھوٹے محمد کی کتاب ہے پس بڑے محمد [صلی اللہ علیہ وسلم] کی کتاب کا کیا عالم ہوگا؟ اور دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔

خصوصیات:

کتاب الاصل کو درج ذیل نمایاں خصوصیات کی بناء پر امام محمد رحمہ اللہ کی بقیہ تمام کتب پر امتیازی درجہ حاصل ہے۔

1. دلائل پر مغز اور طرز استدلال انتہائی مضبوط ہے۔
2. انداز تحریر انتہائی شگفتہ اور ماخذ نہایت سہل ہونے کی وجہ سے اہل علم کے لیے زیادہ نفع بخش ہے۔
3. سلاست عبارت اور مسائل کی عام فہم بے غبار تشریح کا التزام کیا گیا ہے۔
4. تمام فقہی مباحث پر مشتمل ہے۔
5. مصنف نے بسا اوقات ایک ایک مسئلہ پر کئی کئی فروعیات ذکر کی ہیں۔

اتباع سنت کی اہمیت

حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کے صاحبزادے مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب حفظہ اللہ یکم فروری 2012ء بروز بدھ خانقاہ اختر یہ اشرفیہ، واقع مرکز اہل السنۃ والجماعت، سرگودھا میں تشریف لائے۔ انہوں نے ماہانہ اصلاحی مجلس سے خطاب فرمایا اور بعد ازاں مرکز کے تخصص فی التحقیق والدعوة کے طلبہ سے خصوصی نشست فرمائی۔ افادہ عام لیے خطاب کا خلاصہ پیش خدمت ہے۔

از مرتب: مفتی شبیر احمد حنفی

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى اما بعد! فاعوذ بالله
من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم: قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ
فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ الْآيَة

(آل عمران: 31)

بعد از خطبہ مسنونہ:

وہ گل گل نہیں جس میں بو نہیں

وہ دل دل نہیں جس میں تو نہیں

دکانوں میں رکھے بناوٹی پھولوں کو کوئی ہاتھ نہیں لگاتا اس لیے کہ ان میں بو نہیں، جبکہ کیاری میں لگے پھولوں کو ہر کوئی سونگھتا اور لذت محسوس کرتا ہے۔ یہ تمام پھول کہاں سے آئے؟ ہمارے جد امجد حضرت آدم علیہ السلام کو جب جنت سے دنیا میں بھیجا گیا تو وہ بہت روئے۔ تفسیر علی بہائمی میں لکھا ہے کہ ان کے رونے کی وجہ سے جگہ جگہ آنسوؤں کے

چشمے بنے اور یہ تمام خوشبودار پھول حضرت آدم علیہ السلام کے آنسوؤں ہی سے بنے ہیں۔ ہم نے اپنے جد امجد حضرت آدم علیہ السلام کی عادت یعنی رونا چھوڑ دیا ہے۔ حدیث قدسی میں ہے: لانین المجرمین احب الی من زجر المسبحین کہ گناہ گاروں کا رونا دھونا مجھے سبحان اللہ پڑھنے والوں سے زیادہ محبوب ہے۔

کوئی نہیں جو یار کی لا دے خبر مجھے

اے سیل اشک تو ہی بہا دے ادھر مجھے

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا "قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ" اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! کہہ دیجیے کہ اگر تم اللہ کے محبوب بننا چاہتے ہو تو میری اتباع کرو۔ یہاں یہ نہیں کہا کہ "اطیعونی" کہ میری اطاعت کرو بلکہ اتبعونی فرمایا۔ "اتبیعہ" عربی میں اس بچے کو کہتے ہیں جو اپنی ماں اور باپ کی بلا سوچے سمجھے نقل کرتا ہے۔ تو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنی ہے چاہے ہماری سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ آج اگر کوئی اتباع نہ کرے اور کہے کہ میں اپنے والدین کی اتباع نہیں کرتا تو ماں کی تقلید کیے بغیر تو آدمی اپنا حلالی ہونا ثابت نہیں کر سکتا، کیونکہ کسی کے پاس ماں کے قول کے علاوہ کوئی دلیل نہیں۔ اس لیے اگر کوئی آدمی کہے کہ میں تقلید نہیں کرتا تو اپنا حلالی ہونا ثابت نہیں کر سکتا۔ اس کی ماں نے ہی بتایا ہے کہ یہ آپ کے ابو ہیں اور یہ ایسا یاد کرایا کہ اس کے خلاف سننے کو تیار ہی نہیں۔ مگر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تقلید کرتے ہوئے لوگوں کو بہت تکلیف ہوتی ہے۔ ہمارے ہاں کنویں کا پانی بہت میٹھا ہے۔ لوگ دور دور سے بھر کے لے جاتے ہیں۔ قریب میں مدرسہ ان کا [اشارہ غیر مقلدین کی طرف۔ از مرتب] بھی تھا۔ تو اسی کنواں کھودنے والے کو لے گئے کہ پانی میٹھا نکلے گا۔ وہ اتنا کڑوا نکلا کہ زبان پہ رکھنا بھی مشکل ہو گیا۔ وہ لوگ والد محترم حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کے پاس آئے کہ ہمیں کوئی وظیفہ بتائیں تاکہ پانی میٹھا ہو جائے۔ انہوں نے فرمایا

کہ 40 دن میں میٹھا ہو جائے گا۔ بس فجر کے بعد بیٹھ کر 20 منٹ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مناقب بیان کیا کرو پانی میٹھا ہو جائے گا۔ تو انہوں نے کہا کہ زہر کا گھونٹ پی لیں گے یہ کام نہیں کر سکتے۔

فرمایا اگر تم اللہ کے محبوب بننا چاہتے ہو تو میری اتباع کرو چاہے سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ سمجھ میں آنا ضروری ہے جبکہ شریعت میں عقل کا دخل نہیں۔ اس لیے کہ انسان کی عقل کی جہاں انتہاء ہے وہاں سے وحی کی ابتداء ہے۔ ایک شخص کہنے لگا کہ بات عقل میں آنا ضروری ہے۔ میں نے کہا کہ نماز پڑھتے ہو؟ کہا: ہاں۔ پوچھا وضو بھی کرتے ہو؟ کہا: ہاں۔ میں نے کہا کہ نواقص وضو میں اخراج رتخ بھی ہے؟

کہا: ہاں۔ تو میں نے کہا کہ ہوا شر مگاہ سے نکلی ہے اور دھوتے ہاتھ، منہ بازو اور پاؤں ہو، تو عقل کے مطابق فقط مقعد کو دھو لیتے۔ تو کہنے لگا اب سمجھ گیا ہوں۔ تو میں نے کہا ایسے احکامات کو امر تعبدی کہتے ہیں جن میں انسان کی عقل کو دخل نہیں ہے۔ بس مسائل علماء سے پوچھ کر ان پر عمل کیا کرو چاہے سمجھ میں آئیں یا نہ آئیں۔ تو جب اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہوئے اطاعت رسول کرو گے تو اللہ تمہیں اپنا محبوب بنالے گا۔ آج بہت سے لوگ معاشرے سے ڈر کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل نہیں کرتے کہ اگر داڑھی رکھ لی تو معاشرہ کیا کہے گا! شلواری ٹخنوں سے اوپر کی تو معاشرہ کیا کہے گا! جبکہ معاشرہ کسی کو کچھ نہیں دیتا۔ یہی معاشرہ انسان کی موت کے وقت اس کے جنازے کے پاس کھڑے ہو کر گپیں لگاتا ہے، کوئی سگریٹ پی رہا ہوتا ہے اور یہ انسان اپنے کو خوبصورت بنانے کے لیے داڑھی منڈاتا ہے، اس جسم کو سجاتا ہے، جبکہ اس کی حقیقت کچھ نہیں ابھی بول رہا ہے اور اگر ابھی روح نکل جائے تو یہ مردہ لاش ہے۔

تو ہم اس جسم کو اتنا سجاتے ہیں جبکہ اس کی حالت کیا ہونے والی ہے اس کے بارے میں نذیر اکبر الہ آبادی کہتا ہے:

کئی بار ہم نے یہ دیکھا کہ جن کا مشین بدن تھا معطر کفن تھا

جو قبر کہن ان کی اکھڑی تو دیکھنا عضو بدن تھا نہ تار کفن تھا

تو حضرت والد صاحب دامت برکاتہم نے "معطر کفن" کی جگہ ترمیم کر کے "مبعض کفن" کر دیا۔ اس لیے کہ کفن کو عطر لگانا جائز نہیں ہے۔ مگر آج کا نوجوان روح کی فکر چھوڑ کر بدن کی فکر کرتا ہے، جبکہ امت محمدیہ کی اوسط عمر 60 برس ہے۔ نیند اور بچپن کو نکال کر 25 سال رہ گئے، اللہ تعالیٰ ہر دن ہمیں 24 گھنٹے ہمیں دیتا ہے اور 24 کو 60 سے ضرب دیں تو 1440 ہوتا ہے اگر 140 منٹ بھی اللہ کو دے دیں تو ہمارے تمام اعمال اس میں ہو سکتے ہیں۔ دوستو! دنیا کا قیام بہت کم ہے۔ اللہ نے ہمیں دنیا میں آخرت کی تیاری کے لیے بھیجا ہے اور دنیا بہت تیزی سے گزر رہی ہے۔ "ان الدنيا مدبرة والاخرة مقبلة" دنیا گزر رہی ہے اور آخرت آرہی ہے۔ عارف باللہ ڈاکٹر عبدالحی عارفی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ انسان جس طرف بھی قدم بڑھائے وہ قدم اس کا قبرستان کی طرف بڑھتا ہے چاہے کسی بھی جگہ جائے۔ اس لیے جتنے قدم وہ لے کر آیا جب ان کا شمار ختم ہو گا تو اس کا چلنا بند ہو جائے گا۔

قدم سوئے مر قد نظر سوئے دنیا

کہاں جا رہا ہے کدھر دیکھتا ہے

تو ہم سب جنت سے آئے ہیں اور ہم سب کی زبان عربی ہے اور ہم سب کا خونی رشتہ بھی ہے۔ اس لیے کہ ہم سارے حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ تو کہیں نہ کہیں جا کر ہمارا خون مل جاتا ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ ان کے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتویں دادا ایک تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نویں دادا ایک تھے۔ اللہ تعالیٰ نے 600 زبانیں پیدا کر دیں۔ کیوں؟ "لتعارفوا" تاکہ پہچان ہو جائے کہ یہ کس قبیلے کا ہے اور یہ کس قبیلے کا۔ آج ہم نے لڑائی جھگڑے کا ذریعہ اسی زبان کو

بنایا ہے۔ دین میں تعصب نام کی کوئی چیز نہیں، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "غفار غفرھا اللہ" اللہ تعالیٰ نے بنو غفار کی مغفرت کی اور فرمایا: امرت بحب اربع واخبرنی اللہ یحبہم کہ اللہ نے مجھے چار سے محبت کا حکم دیا ہے اور اللہ نے یہ بھی بتایا ہے کہ اللہ بھی ان سے محبت کرتا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا "من ہم یا رسول اللہ" ارشاد فرمایا یہ علی، ابوذر غفاری، مقداد بن اسود اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہم ہیں۔ ایک قریشی اور تین غیر عرب تھے۔ اگر دین میں تعصب ہوتا تو تمام نام قریش کے ہوتے کسی اور کا نام نہ ہوتا۔ دین میں تعصب نہیں ہے۔ اس میں شدت اور تعصب تب پیدا ہوتا ہے جب کسی اللہ والے سے تعلق نہ ہو۔ اسی لیے فرمایا:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ"

(توبہ: 119)

ایمان تو ہم سب کو اللہ نے دیا، رہا تقویٰ تو اس کے لیے صحبت کی ضرورت ہے۔ دیکھیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نام کو تمام حروف جارہ مل کر بھی زیر نہیں دے سکتے۔ اس لیے کہ یہ غیر منصرف ہے اور غیر منصرف ہونے کے لیے دو اسباب کا ہونا ضروری ہے۔ تو مسلمان میں ایمان تو ہے، اگر ساتھ تقویٰ بھی آجائے دنیا کی تمام طاقتیں مل کر بھی اسے زیر نہیں کر سکتیں۔ اور تقویٰ کے لیے آسان صورت ہے "كُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ" کہ اللہ والوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ تو اللہ والوں کی صحبت کا بڑا اثر ہوتا ہے۔ صحابہ میں روایات تو سب سے زیادہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہیں مگر مقام سب سے زیادہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ملا ہے۔ اس لیے تو فرمایا گیا

"خير الخلائق بعد الانبياء بالتحقيق ابو بكر الصديق رضي الله عنه."

اس لیے کہ انہوں نے صحبت زیادہ پائی ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ شام جاتے ہوئے خواب دیکھا تو بحیرہ راہب کو بتایا۔ اس نے پوچھا "من این انت؟" کہاں سے آئے ہو؟ میں نے کہا "من مکۃ" پھر پوچھا "من ایہا؟" یعنی کس قبیلہ سے ہو؟ تو میں نے کہا قریشی، پھر پوچھا "فیش انت؟" یعنی تیرا کیا مشغلہ ہے؟ کہا: تجارت۔ اس نے کہا قال صدق اللہ رویاک اللہ تیرے خواب کو سچا کر دکھائے،

سیبعث نبی من قومک وانت تکون وزیرا فی حیاتہ و خلیفۃ بعد وفاتہ"

عنقریب سید الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہونے والے ہیں، زندگی میں آپ ان کے ساتھی ہو گے اور ان کی وفات کے بعد ان کے خلیفہ ہو گے۔" فاسرہا من الکائنات کلہا" تو انہوں نے تعبیر سننے کے بعد تمام لوگوں سے چھپائے رکھا حتیٰ کہ گھرانے میں بھی نہ بتایا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر 40 برس ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی شروع ہوئی جب آیت "وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ" اتری تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کو جمع کر کے کہا "قولوا لا الہ الا اللہ تغفلون" تو سب سے پہلے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور پوچھا: یا محمد! ما الدلیل علی ماتدعی؟ آپ کی نبوت پر کیا دلیل ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الدلیل علی ما ادعی رویاک رایتہا بالشام فاسرہا من الکائنات کلہا فآخبرنی اللہ بالوحی۔ کہ دلیل تو میرے دعویٰ پر آپ کا وہ خواب ہے جو آپ نے شام میں دیکھا پھر تمام دنیا سے چھپائے رکھا اور مجھے اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے بتلادیا ہے۔ پس ابو بکر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے فعانقہ و قبل ین عینہ آپ کو گلے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا "اشہد انک رسول اللہ" وہاں پر ابو لہب بھی تھا اس نے کہا "تبألک یا محمد الہذا جمعتنا؟" تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی جواب نہ دیا اس لیے کہ وہ عمر میں بڑے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے سورہ نازل کی "تَبَّتْ یَدَا اَبِی لَہَبٍ وَتَبَّ" پوری سورت آئی۔

تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو صحبت سے یہ مقام ملا۔ ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے صحن میں کھڑی تھیں۔ رات کو آسمان پر ستارے دیکھ کر کہا اے اللہ کے رسول! کیا آپ کی امت میں کوئی ایسا ہے جس کی اتنی نیکیاں ہوں جتنے آسمان میں ستارے ہیں۔ فرمایا ہاں، عمر کی اتنی نیکیاں ہیں جتنا آسمان پر ستارے ہیں۔ پھر پوچھا کہ میرے ابا جان کا بھی کوئی مقام ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرے ابا جان کی ایک دن نیکیاں آسمان کے اربوں کھربوں ستاروں سے زائد ہیں۔

تو صحبت زیادہ ہے اس لیے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اتنا بڑا مقام ملا۔ آج بھی جو علماء اپنے مشائخ سے زیادہ جڑتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے علم میں برکت عطاء فرماتے ہیں اور ان سے دین کا کام لیتے ہیں۔ آپ اگر ہمارے مشائخ کو دیکھیں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ وہ کتب کا مطالعہ کم اور قطب کا مطالعہ زیادہ کرتے تھے۔

اولئک آبائی فجئنی بمثلہم

دارالعلوم دیوبند کے بانی قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ، قطب العالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ، حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ ان تمام حضرات نے جو تیاں سیدھی کیں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کی تب یہ مقام ملا۔ اور حاجی صاحب کی کیفیت یہ ہوتی تھی کہ ایک مرتبہ بیت اللہ میں جب طواف سے فارغ ہوئے، دو رکعت نماز پڑھی، جب سجدے میں سر رکھا اور ساری رات روتے رہے اور فرماتے رہے:

اے خدا میں بندہ رارسوا مکن

کہ اے اللہ کل میدان محشر میں امداد اللہ کو رسوا نہ فرمائیے۔ اتنے بڑے علماء ان کے مرید ہیں لیکن تواضع دیکھیے۔ اسی لیے فرمایا: من تواضع للہ رفعہ اللہ۔ جو تواضع اختیار کرتا ہے اللہ اسے بلند فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے پیارے محبوب کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔
ہمارے مولانا الیاس گھمن صاحب نے جو باغ لگایا ہے اللہ تعالیٰ اس کو تا قیامت قائم و دائم رکھے
اور اس کے فیض کو پورے عالم میں پھیلا دے اور شرف قبولیت بھی عطا فرما آئندہ آنے والی ان
کی نسلوں کو بھی اللہ اپنے دین کے لیے قبول فرمائے۔ آمین

بعد ازاں طلبہ سے خطاب کے دوران فرمایا: فتنوں کی سرکوبی کے لیے اللہ تعالیٰ نے
مولانا الیاس گھمن صاحب کو قبول کیا ہے۔۔۔ غیر مقلدین اسفار میں مجھے کہتے ہیں کہ مولانا
الیاس گھمن نے ہمارا بہت پیچھا کیا ہوا ہے۔ انہوں نے طلبہ سے گفتگو فرماتے ہوئے خوب
حوصلہ افزائی کی اور آخر میں دعا دیتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کام کو دور تک پھیلائے اور
آپ تمام حضرات کو اس کے لیے قبول کرے۔

امام ابو حنیفہ، امام ابو داؤد کی نظر میں

مشہور محدث امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اہل اسلام پر نماز میں امام ابو حنیفہ کے لیے دعا کرنی لازم ہے،
کیونکہ انہوں نے دوسروں کے لیے سنن و آثار کو محفوظ کر دیا۔ جب کوئی
آثار یا حدیث کا قصد کرے تو اس کے لیے سفیان ہیں اور اگر ان کی
باریکیوں کو معلوم کرنا چاہے تو امام ابو حنیفہ ہیں۔"

مولانا زاہد اللہ حقانی

مختص مرکز اہل سنت سرگودھا

سلام کے آداب

مولانا محمد ابو بکر اوکاڑوی حفظہ اللہ

عَنْ عُمَرَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ -صلى الله عليه وسلم- فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ. فَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ جَلَسَ فَقَالَ النَّبِيُّ -صلى الله عليه وسلم- «عَشْرٌ..» ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ. فَرَدَّ عَلَيْهِ فَجَلَسَ فَقَالَ «عَشْرُونَ» ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ. فَرَدَّ عَلَيْهِ فَجَلَسَ فَقَالَ «ثَلَاثُونَ»..

(جامع ترمذی رقم الحدیث 2613)

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: "السلام علیکم" تو نبی اکرم صلی علیہ وسلم نے فرمایا: اسے دس نیکیاں ملیں گی۔ پھر دوسرا شخص آیا اس نے کہا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے بیس نیکیاں ملیں گی۔ پھر ایک اور شخص آیا اس نے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے تیس نیکیاں ملیں گی۔

سلام کے چند آداب درج ذیل ہیں۔

- 1: چھوٹے کو چاہیے کہ اپنے بڑوں کو، چلنے والے کو چاہیے بیٹھے ہوئے اور سوار کو چاہیے کہ پیدل کو سلام کرے۔
- 2: جب کوئی شخص سلام کرے تو جواب دینے والے کو چاہیے کہ زبان سے جواب دے سر یا ہاتھ وغیرہ کے اشارہ پر اکتفاء نہ کرے۔
- 3: جو شخص طبعی یا دینی کام مشغول ہو تو اس کو سلام کرنا مکروہ ہے۔ چنانچہ اذان، جمعہ و عیدین کا خطبہ، تلاوت، درس، وعظ، کھانے کے وقت سلام نہیں کرنا چاہیے۔ اگر کیا جواب دینا لازم نہ ہو گا۔

اخبار مرکز

مولانا بشیر احمد قاسمی

عارف باللہ مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب حفظہ اللہ

کی خانقاہ اختر یہ اشرفیہ سرگودھا میں آمد:

یکم فروری 2012ء بروز بدھ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر دامت برکاتہم کے صاحبزادے مولانا شاہ حکیم محمد مظہر حفظہ اللہ تشریف لائے۔ حضرت نے بعد نماز مغرب ماہانہ اصلاحی مجلس سے خطاب فرمایا جس میں تقویٰ و خشیت اور اتباع سنت پر گفتگو فرمائی۔

بعد ازاں مرکز کے متخصص فی التحقیق والدعوة کے طلبہ سے خصوصی نشست فرمائی حضرت نے مرکز کے مختلف شعبہ جات کا دورہ فرمایا، مسلک کے حوالے سے متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ کی انتھک محنت کو سراہا اور متخصص طلبہ کی کامیابی کے لیے خصوصی دعا فرمائی۔

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

کی وزیر اعلیٰ پنجاب اجلاس میں شرکت:

2 فروری 2012ء بروز جمعرات شام آٹھ بجے جناب میاں شہباز شریف وزیر اعلیٰ پنجاب نے دیوبند کے مقتدر علماء کا اجلاس بلایا۔ جن میں حافظ فضل الرحیم جامعہ اشرفیہ لاہور، متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن، مولانا مجیب الرحمن انقلابی، حافظ اسد عبید، مولانا عبد الشکور حقانی اور دیگر علماء شامل تھے۔

اجلاس کا ایجنڈا تھا "فرقہ واریت کی روک تھام کیسے ممکن ہے؟" شرکاء علماء کرام نے وزیر اعلیٰ سے بات چیت کے لیے متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھسن کو نمائندہ تجویز کیا۔ اس بارے میں مولانا نے مختلف تجاویز پیش کیں۔

3 روزہ تحقیق المسائل کو رس کی شاندار کامیابی:

3 فروری 2012ء مرکز اہل سنت والجماعت سرگودھا میں ماہانہ 3 روزہ تحقیق المسائل کو رس ہوا جس میں مختلف اضلاع سے 19 افراد نے شرکت کی۔ شرکاء نے کو رس کے اختتام پر اطمینان کا اظہار کیا۔

سالانہ اجتماع کی تیاری کے لیے اجلاس:

5 فروری 2012ء مرکز اہل سنت والجماعت کے اساتذہ اور عملہ کا اجلاس ہوا جس میں سالانہ اجتماع کی تیاری کے حوالے سے مشاورت ہوئی، جس میں مختلف امور کا جائزہ لیا گیا۔ اجتماع کی کامیابی کے لیے خصوصی لائحہ عمل طے کیا گیا۔

حضرت مولانا مفتی شیر محمد علوی مدظلہ

کی مرکز اہل سنت والجماعت آمد:

15 فروری 2012ء حضرت مولانا مفتی شیر محمد علوی مدظلہ اپنے مختص طلبہ کے ہمراہ مرکز اہل سنت والجماعت تشریف لائے۔ حضرت مفتی صاحب نے مرکز کے طلبہ اور اساتذہ سے گفتگو فرمائی جس میں اکابرین سے وابستگی اور ان کی تحقیقات پر مکمل بھروسہ کرنے پر زور دیا۔

مرکز کا نظم و ضبط دیکھ کر خوشی کا اظہار فرمایا اور متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھسن کے مشن کے لیے خصوصی دعا فرمائی۔

وفیات

ادارہ

- ہندوستان کے معروف عالم دین اور قلم کار مولانا ابو بکر غازی پوری اور دارالعلوم دیوبند وقف کے شیخ الحدیث مولانا خورشید عالم قضاۃ الہی سے انتقال فرما گئے ہیں۔
- جناب قاری محمد انور سرفرازی جو رحمة للعالمین لائبریری واقع مرکز اہل السنۃ والجماعت سرگودھا کے لیے کتب کی فراہم اور خریداری پر مامور ہیں، پچھلے دنوں ان کے والد محترم قضاۃ الہی سے وفات پا گئے ہیں۔
- حضرت مولانا مفتی محمد نصر اللہ منصور صاحب 2 فروری 2012ء ٹریفک حادثہ میں انتقال فرما گئے ہیں۔ آپ جامعہ دارالعلوم حقانیہ فاضل پور ضلع راجن پور کے مہتمم تھے۔ مسلکی کام کے حوالے سے فاضل پور میں ان کی خدمات قابل تحسین ہیں۔
- مولانا سیف الرحمن سابق استاد جامعۃ الرشید کراچی کی والدہ محترمہ قضاۃ الہی سے انتقال فرما گئیں ہیں۔
- قاری عبدالسلام قیصرانی، قصور کی والدہ محترمہ انتقال کر گئیں۔
- چوہدری ساجد رشید کی دادی انتقال کر گئیں۔
- بخشا خان بگٹی سبیلہ کو نامعلوم افراد نے قتل کر دیا۔
- قاری عبداللطیف انور کی نانی جان انتقال کر گئیں۔
- مولانا عبدالرحمن، استاد جامعہ محمدیہ عید گاہ اوکاڑہ کے دادا جان اور پھوپھا جان انتقال کر گئے۔
- قاری کفایت اللہ، لیہ کی ہمشیرہ انتقال کر گئیں۔
- مولانا بشیر احمد بہلوی، ناظم تعلیمات جامعہ خلفاء راشدین بھکر کی دادی انتقال کر گئیں۔
- شہر روز حسن، سرگودھا کے والد انتقال کر گئے۔
- مفتی نصر اللہ، فاضل پور راجن ایکسڈنٹ میں انتقال کر گئے۔

خواتین اور بچیوں کی دینی تعلیم اور اخلاقی تربیت کا ادارہ

افتتاح



مرکز اصلاح النساء (للبنات)

زیر تعمیر

زیر سرپرستی

محکمہ ام مولانا محمد الیاس گھمن
سرپرست: مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

نوٹ: تعمیراتی کام جاری ہے۔ تخمینہ لاگت: 60 لاکھ

بتاریخ

4 مارچ 2012ء بروز اتوار بوقت 10 بجے دن تا 1 بجے

خصوصی خطاب

متکلم اسلام سفیر احناف مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

نوٹ

- 1 مولانا کے بیان سے پہلے خواتین مبلغات کے بیانات
- 2 بچوں کو ساتھ لانے سے گریز فرمائیں

آپ سے التماس ہے کہ دین کی اس عظیم خدمت میں دل کھول کر تعاون کریں

بینک اکاؤنٹ: بنام محمد الیاس 140103600000900 میزبان بینک کالج روڈ سرگودھا
برائے رابطہ: 0346-7357394 — مرکز اصلاح النساء 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا